نصرة

میگزین

شمارہ 27

صفر/ربیع الاول 1437

بمطابق نومبر/دسمبر 2015

ابراہیم علیہ اسلام اور قربانی کا موسم

صرف خلافت ہی سود پر مبنی حکومتی قرض سے نجات دلائے گی

کشمیر کو غیر فوجی علاقہ قرار دینے کفار کے قبضے کا باعث ہیں

عطاء بن خلیل ابو الرشتہ

(امیر حزب التحریر)

تفسیر سورۃ البقرۃ آیت 126

غدار حکمرانوں کو مسترد کردو جو طاقت کے ذریعے اسلام کی آوازوں کو کچل رہے ہیں

امریکہ اور روس شام کی سرزمین پر وحشیانہ حملوں

فہرست

ادار یہ: امریکہ کا آخری پتہ 1

عطاء بن خلیل ابوالرَشتہ (امیر حزب التحریر): تفسیر سورۃ البقرۃ 2

ابراہیم علیہ اسلام اور قربانی کا موسم 3

امریکہ اور روس شام کی سرزمین پر اپنے وحشیانہ حملوں میں ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں جس سکے کو بنانے والا امریکہ ہے 5

خبر اور تبصرہ: راحیل شریف کے دورہ ترکی کا مقصد اسلام کی واپسی کے خلاف امریکی مزاحمت کو تقویت پہنچانا ہے 9

صرف خلافت ہی امت کو سود پر مبنی بھاری حکومتی قرض سے نجات دلائے گی 10

نیٹ ورک مارکیٹنگ (Network Marketing) کمپنی کے ساتھ کام کرنے کا حکم 14

سوال وجواب: رہائشی زمین پر خراج نہیں 16

مسلمانوں کا مردِ آہن صرف خلیفۂِ راشد ہے جو اسلام کی بنیاد پر حکمرانی کرے گا چاہے کفار کو کتنا ہی ناگوار گزرے 17

غدار حکمرانوں کو مسترد کر دو جو طاقت کے ذریعے اسلام کی آوازوں کو کچل رہے ہیں 19

اقوام متحدہ قبضے کو مزید مستحکم کرنے کا راستہ ہے صرف امت مسلمہ اور اس کی افواج سے نصرہ طلب کرنے کے ذریع ہی فلسطین کی آزادی

اور یہودی وجود کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا جائے گا 21

نواز شریف کی جانب سے کشمیر کو غیر فوجی علاقہ قرار دینے کی تجویز مسلم سرزمین کو ہمیشہ کے لئے کفار کے قبضے میں رکھنے کا باعث بنے گی 23

نواز شریف کا اقوام متحدہ میں خطاب مزاکرات اور فوجی قوت کے عدم استعمال سے کشمیر آزاد نہیں ہو سکتا 24

Rs 30

اداریہ: امریکہ کا آخری پتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ واضح ہے کہ امت اپنے مقصد کو جان چکی ہے جبکہ اس وقت شام اسلام کی جدوجہد کا مرکز اور پوری مسلم دنیا کے لئے ایک مثال بن چکا ہے۔ شام کا جابر شام کے صرف دس فیصد حصے تک محدود ہو چکا ہے اور خلافت کے قیام کے امکانات کو دیکھتے ہوئے امریکہ نے انتہائی مایوسی کی حالت میں عالمی جنگ شروع کردی ہے۔ امریکی و روسی جنگی طیارے ایک ساتھ اُن علاقوں پر پروازیں کررہے ہیں جن پر بشار کے مخالفین کا قبضہ ہے۔ امریکہ کے ایجنٹ کے طور پر ایرانی حکومت اور لبنان میں موجود اس کی جماعت حزب اللہ بشار کے گرتے ہوئے اقتدار کو بچانے کی بھرپور کوشش کررہے ہیں جب تک کہ امریکہ کو بشار کا قابل اعتماد متبادل نہ مل جائے جو کہ وہ پچھلے چار سالوں سے تلاش نہیں کر سکا اور نہ ہی پیدا کر سکا ہے۔

ایک ایسے وقت میں جبکہ معاشی بحران جاری رہا ہے اور امریکہ کی ہمت ہاری ہوئی افواج بہت سے محاذوں پر مصروف ہے، قوت کا کھلا استعمال لازمی بہت سے منفی ردعمل بھی پیدا کرے گا جس میں مسلم دنیا میں امریکی مخالفت کا بڑھنا سب سے زیادہ اہم ہے۔ لیکن بہت سوچ بچار کے بعد امریکہ کے پاس اور کوئی راستہ نہیں بچا کیونکہ شام کے مسلمان اس کی معمول کی چالاکیوں کا شکار نہیں ہوئے جس کے ذریعے وہ مسلم دنیا میں اپنا اثر ورسوخ برقرار رکھتا ہے۔ شام کے مسلمانوں نے اس امریکی لالی پوپ کو لینے سے انکار کردیا کہ آپ کے حکمران کو بدل دیتے ہیں یا یہ کہ آپ کو مزید جمہوری آزادیاں فراہم کردیتے ہیں۔ شام کے مسلمان امریکہ کی بات تسلیم نہ کرنے کی بہت بڑی قیمت ادا کررہے ہیں لیکن اس کے باوجود انہوں نے ایسی کسی بھی کوشش کو مسترد کردیا ہے جو انہیں اسلام کی بنیاد پر حکمرانی سے دور لے جاتی ہو۔ یہ ہے وہ زبردست استقامت کہ جس نے امریکہ کو اپنا آخری پتّہ کھیلنے پر مجبور کردیا ہے۔ شام کے علاوہ بھی امریکہ نے پوری مسلم دنیا میں تبدیلی کے لئے چلنے والی زبردست تحریک کو کچلنے کے لئے اپنے ایجنٹوں کو متحرک کردیا ہے کہ وہ اس مقصد کو حاصل کرنے لئے قوت کا بھرپور استعمال کریں۔

شام کے مسلمانوں نے اس امریکی لالی پوپ کو لینے سے انکار کردیا کہ آپ کے حکمران کو بدل دیتے ہیں یا یہ کہ آپ کو مزید جمہوری آزادیاں فراہم کردیتے ہیں۔ شام کے مسلمان امریکہ کی بات تسلیم نہ کرنے کی بہت بڑی قیمت ادا کررہے ہیں

تیونس سے لے کر بنگلادیش تک اس کے ایجنٹ ہر وہ سخت قدم اٹھا رہے ہیں کہ جس کے ذریعے وہ مسلمانوں کو اس بات پر مجبور کرسکیں کہ وہ اسلام کو اقتدار وریاست کے شکل میں واپس لانے کی شدید خواہش سے دستبردار ہو جائیں۔ اور پاکستان کی صورتحال بھی باقی مسلم دنیا سے قطعی مختلف نہیں جہاں جنرل راحیل شریف، امت کی نفرت کا نشان جنرل مشرف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے، اسلام کے سیاسی اظہار کو روکنے کے لئے قوت استعمال کررہا ہے۔ امریکہ کے ان تمام تر دعوں کے باوجود کہ وہ جمہوریت اور جمہوری تصورات کی نمائندگی کرتا ہے اور ان کا علم بردار ہے، امریکہ امت کی شدید خواہش کو کچلنے کے لئے ننگی جارحیت پر اتر آیا ہے۔ اس راہ پر چل کر امریکہ نے پوری دنیا کے سامنے یہ ثابت کردیا ہے کہ وہ صرف اس وقت تک ہی لوگوں کی خواہشات کا احترام کرتا ہے جب تک کہ وہ اس کے مفادات کو یقینی بنانے کا باعث ہوں۔

شام کے مسلمانوں کا مضبوط موقف اور استقامت پوری امت کے لئے باعث جوش وجذبہ اور مثال ہے۔ صرف اور صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی کے حصول کے لئے انہوں نے اپنا خون بہایا ہے اور گولیوں اور بم دھماکوں کا سامنا کیا ہے۔ یہ ہے اسلام کے لئے وہ استقامت اور فاداری جو کہ خلافت کے قیام کے لئے انتہائی ضروری ہے۔

تفسیر سورۃ البقرہ آیت ۱۲۶

عطا بن خلیل ابو الرشتہ(امیر حزب التحریر) کی تصنیف التیسیر فی اصول التفسیر سے اقتباس کا اردو ترجمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُمْ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلاً ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَى عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ

"اور جب ابراہیم نے کہا کہ اے میرے رب اس شہر کو امن والا بنا اور اس کے رہنے والوں میں سے اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لانے والوں کو پھلوں کا رزق دے، فرمایا کہ جو کفر کرے اس کو بھی تھوڑا برتنے دوں گا پھر اس کو آگ کے عذاب میں گرفتار کروں گا جو کہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے"(البقرۃ:126)۔

1۔ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا کی کہ وہ شہر جس میں آپ اپنے گھر والوں کو چھوڑ رہے ہیں امن والا شہر ہو اور اس کے رہنے والوں کو رزق ملے، مگر ابراہیم علیہ السلام نے صرف اللہ اور قیامت پر ایمان لانے والوں کے لیے دعا کی یعنی مَنْ آمَنَ مِنْهُمْ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ "جو ان میں سے اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے" سب رہنے والوں "اھلہ" میں سے بعض کو۔

یعنی دنیا میں رزق مومنوں اور کافروں دونوں کو ملتا ہے مگر آخرت کا معاملہ مختلف ہے۔اللہ کی رضا اور جنت صرف مومنوں کے لیے ہے جبکہ اللہ کی ناراضگی اور آگ کافروں کے لیے ہے۔ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔

2۔اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول کر لی اور اس میں یہ اضافہ کیا کہ وہ کافروں کو بھی رزق دے گا چنانچہ ان کو بھی تھوڑا فائدہ اٹھانے دے گا یعنی دنیاوی زندگی میں جو کہ آخرت کی نسبت تھوڑی ہے اور زندگی کے اس لطف اندوزی کے بعد اس کافر کا انجام آگ ہو گا۔

اللہ نے انسانوں پر یہ کرم کیا کہ دنیا میں مومنوں اور کافروں دونوں کو رزق دیتے ہیں اس کے بعد مومنوں کا بھرپور انعام تو ہمیشہ کی جنت ہو گی اور کافروں کے لیے جہنم ہو گی جو کہ بدترین انجام ہے جیسا کہ اللہ فرماتا ہے مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلاَهَا مَذْمُومًا مَدْحُورًا وَمَنْ أَرَادَ الآخِرَةَ وَسَعَى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُوْلَئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورا كُلاًّ نُمِدُّ هَؤُلاَءِ وَهَؤُلاَءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا "جو دنیا کی زندگی کا طلب گار ہو تو ہم جس کو چاہیں گے اس میں سے دے دیں گے پھر اس کے لیے جہنم تیار کریں گے جس میں وہ رسوا اور ذلیل ہو کر داخل ہو گا اور جو آخرت کا طلب گار ہو اور اس کے لیے اپنی کوشش بھی کرے اور وہ مومن بھی ہو تو ایسے لوگوں کی کوشش کی قدر کی جائے گی۔ان سب کو ہم ڈھیل دیتے ہیں اور یہ تیرے رب کی عطا ہے اور تیرے رب کی عطا منقطع ہونے والی نہیں"(الاسراء:20-18)

یعنی دنیا میں رزق مومنوں اور کافروں دونوں کو ملتا ہے مگر آخرت کا معاملہ مختلف ہے۔ اللہ کی رضا اور جنت صرف مومنوں کے لیے ہے جبکہ اللہ کی ناراضگی اور آگ کافروں کے لیے ہے۔ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔

ابراہیم علیہ اسلام اور قربانی کا موسم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تحریر: مصعب عمیر، پاکستان

ذی الحج وہ مہینہ ہے جس میں مسلمان حضرت ابراہیم علیہ اسلام پر آنے والے سب سے کڑے امتحان اور اس میں ان کی کامیابی کو یاد کرتے ہیں۔ اس 1436 ہجری کے ذی الحج کو قربانی کا پیغام کہیں زیادہ اہمیت کا حامل ہے کیونکہ یہ واضح ہے کہ ہم قربانیوں کے موسم سے گزر رہے ہیں۔ اس ذی الحج جب خلافت کا کارواں چلنے کو بس تیار ہی ہے، انشاءاللہ، تو خلافت کے داعیوں کو پہلے سے کہیں زیادہ قربانیاں دینے کی ضرورت ہے۔ خلافت کے داعیوں کو کفر حکمرانی کرنے والوں کے غنڈے پریشان اور تنگ کر رہے ہیں، انہیں گرفتار یا اغوا کر کے قید خانوں میں ڈالا جا رہا ہے، انہیں مار پیٹ اور تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے اور ان میں سے کچھ کو شہید بھی کر دیا گیا ہے۔ شام میں ایک اعلانیہ جنگ چل رہی ہے جہاں مغرب ترک اور ایرانی ایجنٹ حکمرانوں کی مدد سے خلافت کے قیام کو روکنے کی پوری کوشش کر رہا ہے۔ وسطی ایشیاء میں ازبکستان کے لوگ ایک کے بعد ایک خلافت کے داعیوں کی شہادتوں کو دیکھ رہے ہیں جو وحشی یہودی جابر کریموف کے بدترین جبر کے سامنے پوری استقامت کے ساتھ کھڑے ہیں۔ بنگلادیش میں حکومت اپنا دماغی توازن کھو چکی ہے، گرفتاریاں اور تشدد معمول بن گیا ہے یہاں تک کہ خواتین تک کو اس ظلم وجبر سے پناہ حاصل نہیں تا کہ خلافت کے داعیوں کے استقامت کو ہلا دیا جائے۔ اور پاکستان، جہاں حکومت کے غنڈوں نے خلافت کے کئی داعیوں کو قید کر رکھا ہے جبکہ جو آزاد ہیں ان کا اس حد تک پیچھا کیا جاتا ہے کہ مساجد کے باہر محض لیفلٹ بانٹنے پر گرفتار کر لیا جاتا ہے۔

یقیناً اس ذی الحج کے مہینے میں قربانی کے سبق کی انتہائی اہمیت ہے۔ ہر وہ ایمان والا جو خلافت کے قیام کی فرضیت کو پورا کرنے کے لئے بھرپور کوشش کر رہا ہے، مجبور ہو جاتا ہے کہ وہ ابراہیم علیہ اسلام کی سبق آموز مثال پر غور کرے۔ یقیناً ان لوگوں کی مثالیں جو آج حق کے لئے قربانیاں دیتے ہیں مسلمانوں کے جوش وجذبے کو بڑھانے کا باعث بنتی ہیں کہ وہ بھی اپنی ذمہ داری کو ادا کریں۔ یقیناً مسلمان کا ایمان اسے نئی بلند منزلوں تک لے جاتا ہے اور اسے بڑی سے بڑی قربانی دینے کے لئے تیار کرتا ہے۔ ابراہیم علیہ اسلام اس بات کے لئے تیار تھے کہ جو چیز انہیں سب سے زیادہ عزیز ہے اسے قربان کر دیں، یعنی کے اپنی اولاد کو، اور وہ بھی خود اپنے ہاتھوں سے۔ وہ، جنہیں بہت دعاوں کے بعد اولاد بڑی عمر میں دی گئی، اس بات کے لئے تیار تھے کہ اللہ سبحانہ و تعالی کے حکم پر اپنی اولاد کو قربان کر دیں۔ وہ جنہوں نے خود اپنے ہاتھوں سے اپنی اولاد کو پروان چڑھایا، کئی سالوں تک اسے کسی بھی نقصان سے محفوظ رکھا، چھری اٹھاتے ہیں کہ اپنے پیارے کی گردن کاٹ ڈالیں۔

یہ محض ان کا ایمان ہی تھا جس نے انہیں اس بات کے لیے تیار کیا کہ وہ اتنی بڑی قربانی دیں جبکہ کسی بھی پیار کرنے والے والد کے لئے اپنی اولاد کو مارنے سے یہ زیادہ آسان ہوتا ہے کہ وہ خود کو ختم کر لے۔ یقیناً دنیا کی آزمائشوں میں سب سے بڑی آزمائش اپنے ہاتھوں سے اپنی اولاد کو قبر میں اتارنا ہوتا ہے۔ جس چیز نے ابراہیم علیہ اسلام کو اس قدر عظیم قربانی دینے کے لئے تیار کیا وہ ان کی جانب سے اللہ سبحانہ و تعالی کی بھرپور اطاعت تھی۔ ان کی اللہ سبحانہ و تعالی کی اطاعت کا یہ عالم تھا کہ کائنات کے مالک نے انہیں "خلیل اللہ" کے لقب سے نوازا۔ اللہ سبحانہ و تعالی فرماتے ہیں کہ، وَٱتَّخَذَ ٱللَّهُ إِبۡرَٰهِيمَ خَلِيلاً "اور اللہ نے ابراہیم کو اپنا دوست بنایا تھا"(النساء:125)۔ ابراہیم علیہ اسلام وہ تھے جنہوں نے سچ بولا اس بات کے باوجود کے لوگوں نے انہیں مسترد کر دیا تھا۔ انہوں نے اپنے وقت کے طاغوت کی اطاعت کا انکار بابنگ دہل کیا۔ اللہ سبحانہ و تعالی نے ابراہیم علیہ اسلام کی جانب سے بت پرستی پر براہ راست حملہ اس طرح بیان کیا ہے کہ قَالَ أَتَعۡبُدُونَ مَا تَنۡحِتُونَ • وَٱللَّهُ خَلَقَكُمۡ وَمَا تَعۡمَلُونَ "انہوں نے کہا کہ تم ایسی چیزوں کو کیوں پوجتے ہو جن کو خود تراشتے ہو۔ حالانکہ تم کو اور جو تم بناتے ہو اس کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے"(الصفت:96-95)۔ اس بات کے باوجود کہ ابراہیم علیہ اسلام آزر، ان کے والد اور جو قبیلے کے لئے بت بناتے تھے، کے گھر پیدا ہوئے تھے، انہوں نے صرف سچ ہی بولا۔ ابراہیم علیہ اسلام نے اس بات کی پروانہ کی کہ ان کے گھرانے کو لوگوں میں ایک ممتاز مقام حاصل ہے اور اگر وہ چاہتے تو خاموش بھی رہ سکتے تھے اور لوگوں کے درمیان انہیں جو ممتاز مقام حاصل تھا اس سے لطف اندوز ہو سکتے تھے۔ لیکن سچ ان کے دل میں ایک آگ کی طرح جل رہا تھا جو انہیں اسے بولنے پر مجبور کرتا تھا۔ اللہ سبحانہ و تعالی فرماتے ہیں،

وَإِذۡ قَالَ إِبۡرَٰهِيمُ لِأَبِيهِ ءَازَرَ أَتَتَّخِذُ أَصۡنَامًا ءَالِهَةً إِنِّىٓ أَرَٰكَ وَقَوۡمَكَ فِى ضَلَـٰلٍ مُّبِينٍ

"جب ابراہیم نے اپنے والد آزر سے کہا تم کیا بتوں کو معبود بناتے ہو۔ میں دیکھتا ہوں کہ تم اور تمہاری قوم صریح گمراہی میں ہے"(الانعام:74)۔

ابراہیم علیہ اسلام نے نہ صرف لوگوں کی جانب سے خود کو مسترد کیے جانے کا صبر کے ساتھ سامنا کیا بلکہ انہوں نے اس نقصان کی بھی پروانہ کی جو لازمی ان پر آنے والی تھی۔ جب کبھی جھوٹ کے پیروکار فکری بنیادوں پر لاجواب ہو جاتے ہیں اور ان کا جھوٹ بالکل واضح ہو جاتا ہے تو وہ اپنے جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لئے طاقت اور جبر کا استعمال شروع کر دیتے ہیں۔ ان کے زمانے کا جابر، نمرود، ان کے خلاف جبر کے استعمال پر اتر آیا لیکن اس کے باوجود ابراہیم علیہ اسلام ثابت قدمی سے کھڑے رہے۔ اللہ سبحانہ و تعالی

فرماتے ہیں ، فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِۦٓ إِلَّآ أَن قَالُواْ ٱقْتُلُوهُ أَوْ حَرِّقُوهُ "تو ان کی قوم کے لوگ جواب میں بولے کہ اسے مار ڈالو یا جلا دو"(العنکبوت:24)۔ اس مقام پر یہ ہو سکتا تھا کہ ابراہیم علیہ اسلام خود کو نمرود کی آگ سے بچانے کے لئے اپنے پیغام اور عقائد سے دستبردار ہو جاتے لیکن انہوں نے خود کو شہادت کے لئے تیار کیا۔ انہوں نے انسانیت کو جہالت اور جبر سے بچانے کے لئے آگ میں قدم رکھنا قبول کیا۔ لہٰذا انہیں آگ میں جھونک دیا گیا اور انہیں ان کے رب نے ایک معجزے کے ذریعے محفوظ رکھا جو اللہ کی جانب سے ان کی قوم کے لئے ایک نشانی تھی تا کہ وہ ہدایت کو پالیں۔ لیکن جب اس قدر واضح نشانی کے بعد بھی بت پرستوں نے اپنی روش تبدیل نہ کی تو ابراہیم علیہ اسلام مایوس نہ ہوئے اور نہ ہی اس طویل راہ پر ان کے اٹھنے والے قدموں کی رفتار میں کوئی کمی آئی بلکہ وہ اسی ثابت قدمی کے ساتھ اللہ کی دعوت کی ترویج کرتے رہے۔ کئی دہائیوں کی قربانیوں کے بعد بھی حضرت ابراہیم علیہ اسلام ہر وقت قربانی دینے کے لئے تیار رہتے تھے۔ ابراہیم علیہ اسلام اس شے کو بھی قربان کرنے کے لئے تیار رہتے تھے جو انہیں سب سے زیادہ عزیز تھی اور جو انہیں غیر معمولی حالات میں اللہ کے انعام کے طور پر ملی تھی۔ ابراہیم علیہ اسلام ایک بیٹے کی شدید خواہش رکھتے تھے لیکن ان کی بیوی ہاجرہ بانجھ تھیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ابراہیم علیہ اسلام کی دعا کے بارے میں فرمایا، رَبِّ هَبْ لِي مِنَ ٱلصَّـٰلِحِينَ "اے میرے رب! مجھے اولاد عطا فرما جو سعادت مندوں میں سے ہو"(الصفت:100)۔ حالات کے انتہائی ناموافق ہونے کے باوجود اللہ نے نہ صرف انہیں بیٹے سے نوازا بلکہ اس بات کا یقین دلایا کہ وہ پیغمبروں میں سے ہو گا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا، فَبَشَّرْنَـٰهُ بِغُلَـٰمٍ حَلِيمٍ "تو ہم نے انہیں ایک نرم دل لڑکے کی خوشخبری دی"(الصفت:101)۔

اسماعیل علیہ اسلام ابراہیم علیہ اسلام کے لئے صرف ایک انعام ہی نہیں تھے جو انہیں بڑھاپے میں دیا گیا بلکہ طویل سالوں کی مشکلات اور تکالیف کے انعام کے طور پر ایک بوڑھے باپ کو جوان اولاد سے نوازا گیا۔

لہٰذا ابراہیم علیہ اسلام نے اسماعیل علیہ اسلام سے کہا، قَالَ يَـٰبُنَيَّ إِنِّىٓ أَرَىٰ فِى ٱلْمَنَامِ أَنِّىٓ أَذْبَحُكَ فَٱنظُرْ مَاذَا تَرَىٰ "بیٹا میں خواب دیکھتا ہوں کہ تم کو ذبح کر رہا ہوں تو تمہارا کیا خیال ہے؟"(الصفت:102)۔ اس بات کو دیکھتے ہوئے کہ ان کے والد پریشان ہیں اسماعیل علیہ اسلام نے انہیں یہ تسلی دی، قَالَ يَـٰٓأَبَتِ ٱفْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِىٓ إِن شَآءَ ٱللَّهُ مِنَ ٱلصَّـٰبِرِينَ "ابا جو آپ کو حکم ہوا ہے وہی کیجئے اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صابروں میں پائیں گے"(الصفت:102)۔

لہٰذا ابراہیم علیہ اسلام نے اس پر عمل کیا جس کا انہیں حکم دیا گیا تھا۔ اور پھر اللہ کے حکم سے چاقو نے نہیں کاٹا اور ابراہیم علیہ اسلام کو ایک دنبہ ملا اور اللہ نے فرمایا، وَنَـٰدَيْنَـٰهُ أَن يَـٰٓإِبْرَٰهِيمُ • قَدْ صَدَّقْتَ ٱلرُّءْيَآ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِى ٱلْمُحْسِنِينَ "تو ہم نے ان کو پکارا کہ اے ابراہیم، تم نے خواب کو سچا کر دیکھایا، ہم نیکوکاروں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں"(الصفت:105-104)۔

لہٰذا ابراہیم علیہ اسلام کو اپنی استقامت کی بنیاد پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوئی اور انہیں انعام سے نوازا گیا۔

ہمارے اس عہد میں ابراہیم علیہ اسلام کی کہانی ان لوگوں میں جوش و جذبہ پیدا کرتی ہے جو جمہوریت، آمریت اور بادشاہت کی صورت میں شرک کو دیکھتے ہیں۔ چاہے ہم اس کے خلاف بولیں یا اس پر خاموشی اختیار کریں یہ ہماری ترجیح ہے۔ اس دین میں اللہ نے ہمیں جو احکامات دیے ہیں وہ ہم پر یہ لازم کرتے ہیں کہ ہم اپنی آسانیوں اور دنیوی نعمتوں کو فراموش کرتے ہوئے قربانی دینے کے لئے تیار رہیں کیونکہ یہ سب کچھ اللہ ہی کا دیا ہوا ہے۔ اس طرح ہم طاغوت کو گرانے کی راہ پر استقامت کا مظاہرہ کریں گے۔ ہمیں ان میں سے ہونا ہے جو دنیا کی نعمتوں پر آخرت کو ترجیح دیتے ہیں۔ ہاں اس موسم میں، جو کامیابی سے قبل آخری موسم ہے، سختی اور آزمائش ہے۔ یہ قربانیوں کا موسم ہے جس کے ذریعے انشاءاللہ ہم جابروں کے دور کو ختم ہوتا اور اسلام کو ایک ریاست، خلافت راشدہ کی صورت میں قائم اور بلند ہوتا دیکھیں گے۔

وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ إِلاَّ رِجَالاً نُّوحِي إِلَيْهِمْ مِّنْ أَهْلِ الْقُرَى أَفَلَمْ يَسِيرُواْ فِي الأَرْضِ فَيَنظُرُواْ كَيْفَ كَانَ عَـٰقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَدَارُ الآخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ اتَّقَواْ أَفَلاَ تَعْقِلُونَ

"اور ہم نے تم سے پہلے بستیوں کے رہنے والوں میں سے مرد ہی بھیجے تھے جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے۔ کیا ان لوگوں نے ملک میں سیر (وسیاحت) نہیں کی کہ دیکھ لیتے کہ جو لوگ ان سے پہلے تھے ان کا انجام کیا ہوا۔ اور متقیوں کے لئے آخرت کا گھر بہت اچھا ہے۔ کیا تم سمجھتے نہیں؟"(یوسف:109)۔

حَتَّى إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّواْ أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُواْ جَاءَهُمْ نَصْرُنَا فَنُجِّيَ مَن نَّشَاءُ وَلاَ يُرَدُّ بَأْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ

"یہاں تک کہ جب پیغمبر مایوس ہو گئے اور انہوں نے خیال کیا کہ وہ سچے نہ نکلے تو ان کے پاس ہماری مدد آ پہنچی۔ پھر جسے چاہا بچا لیا اور ہمارا عذاب گنہگار لوگوں سے پھرا نہیں کرتا"(یوسف:110)

لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُوْلِي الأَلْبَابِ مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَى وَلَـٰكِن تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ "ان کے قصے میں عقلمندوں کے لئے عبرت ہے۔ یہ (قرآن) ایسی بات نہیں ہے جو بنائی گئی ہو بلکہ جو اس سے پہلے ہیں ان کی تصدیق ہے اور ہر چیز کی تفصیل اور مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے"(یوسف)

امریکہ اور روس شام کی سرزمین پر اپنے وحشیانہ حملوں میں ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں جس سکے کو بنانے والا امریکہ ہے!

ہفتہ 10 اکتوبر 2015 کو شام کے شمال مغربی علاقے میں روسی فضائیہ کی مدد سے شامی فورسز کا مسلح اپوزیشن کے ساتھ خونریز تصادم ہوا۔۔۔"ماسکو کی جانب سے 30 ستمبر سے شام میں عسکری حملہ شروع کرنے کے بعد اِس کو پہلا وسیع پیمانے پر بیک وقت فضائی اور زمینی حملہ سمجھا جارہاہے۔لڑائی کا مرکز ملک کے شمالی علاقوں میں حماۃ اور ادلب کے صوبے ہیں، جہاں کئی مسلح اپوزیشن گروپ سرگرم ہیں، جس میں جبهة النصرة بھی شامل ہے"(الوطن 10 اکتوبر 2015)۔ "اسی دوران شامی حکومتی فورسز نے، جن کو روسی فضائیہ کی مدد حاصل ہے، حماۃ کے قریب سٹریٹیجک اہمیت کے حامل سہل الغاب میں اپوزیشن کے ٹھکانوں کے خلاف زمینی حملہ کیا ہے"(بی بی سی عربی 8 اکتوبر 2015)۔ اس سے قبل بحیرہ کیسپیئین (Caspian Sea) میں موجود روسی بحری بیڑے نے "شامی سرزمین پر 26 کروز میزائل فائر کیے"(بی بی سی عربی 7 اکتوبر 2015)۔ اس سے قبل 30 ستمبر 2015 کو روس شامی سرزمین پر فضائی حملے شروع کر چکا تھا جب روسی پارلیمنٹ کی جانب سے ایک متفقہ فیصلے میں اس کی اجازت دے دی گئی تھی۔۔۔"اور جمہوریہ شام کی صدارت نے تصدیق کی کہ شامی ریاست کے مطالبے پر ہی روس کی جانب سے روسی فضائی قوت کو شام بھیجا گیا اور اس کے لیے صدر بشار الاسد نے صدر پوٹین کو پیغام بھیجا تھا، جیسا کہ شامی عرب نیوز ایجنسی نے خبر دی ہے"(بی بی سی عربی 30 ستمبر 2015)۔

روسی حملوں سے پہلے امریکہ بھی امریکی اتحاد کے نام پر شام پر 23 ستمبر 2015 کو حملے کر چکا ہے: "امریکی عہدیداروں نے کہا کہ اِن پے درپے حملوں میں لڑاکا طیارے، راکٹ لانچر اور میزائل استعمال کیے گئے۔ اس حوالے سے سرگرم لوگوں نے کہا ہے کہ الطبقۃ کے فوجی فضائی اڈے پر پانچ حملے کیے گئے، تین حملے تل ابیض شہر پر کیے گئے اور تین حملے عین عیسیٰ قصبے کے اطراف اور اللواء 93 پر کیے گئے۔ واشنگٹن میں بی بی سی کے نمائندے پال بلیک نے خبر دی کہ امریکی صدر باراک اوباما نے اپنی فوج کو شام میں فضائی حملے کرنے کا اختیار دے دیا ہے۔ اور شامی ٹی وی نے حکومت کا بیان نشر کیا کہ واشنگٹن نے اس کو پہلے ہی اطلاع دی تھی کہ وہ الرقۃ کو نشانہ بنائے گا"(السودان الیوم 23 ستمبر 2015)۔

امریکہ اور روس کے یہ وحشیانہ حملے نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ کے بہانے کیے گئے۔ امریکہ اور روس یہ بھول گئے بلکہ انہوں نے جانتے بوجھتے ہوئے بھول جانا بہتر سمجھا کہ اگر کوئی دہشت گردی ہو رہی ہے تو وہ سرکش بشار کی جانب سے ہے جو اپنے ہی لوگوں پر میزائیلوں، آگ لگانے والے بموں اور بیرل بموں کی بارش کر رہا ہے اور اپنے عقوبت خانوں اور تاریک زندانوں میں قید لوگوں پر اس وقت تک تشدد کرتا ہے کہ انہیں موت آجائے۔ حقیقت وہ نہیں جس کا وہ دعویٰ کر رہے ہیں۔ انہوں نے بحری، بری اور فضائی حملوں کے ذریعے شام کی سرزمین پر یلغار دہشت گردی کے خلاف جنگ لڑنے کے لیے نہیں کی ہے کیونکہ دہشت گردی کے خالق تو وہ خود ہیں۔ یہ حملے صرف دمشق کے سرکش بشار کو بچانے اور اس وقت تک اس کو زندہ رکھنے کے لیے کیے جارہے ہیں جب تک امریکہ موجودہ ایجنٹ کی طرح اگلا ایجنٹ تیار کرنے میں کامیاب نہیں ہو جاتا۔ یہ سب کچھ سرکش بشار کی حکومت کا متبادل تیار کرنے اور حکومت اور حزب اختلاف کے درمیان سیاسی بات چیت شروع کرنے کے لئے دباو ڈالنے کے لیے کیا جارہا ہے، تاکہ یہ حزب اختلاف امریکی مفادات کی خدمت کرنے کے لیے بشار کی متبادل اور اس کی جانشین بنے۔ یہ سب کچھ ان کے بیانات سے واضح ہے: "روسی وزیر خارجہ نے اس بات کی تصدیق کی کہ ماسکو شام کے حوالے سے جو بھی اقدامات اٹھا رہا ہے اس کا ہدف ملک میں سیاسی حل میں اپنا حصہ ڈالنا ہے"(رشیا ٹوڈے 8 اکتوبر 2015)۔ امریکہ نے بھی اسی کے لیے راہ ہموار کی اور جس بات کو اس نے چھپا رکھا تھا اس کو ظاہر کر دیا کہ وہ بشار کو فی الحال فوراً فارغ کرنا نہیں چاہتا بلکہ ایسا مذاکرات کے بعد کیا جائے گا۔ ایسا کرنے کا مقصد یہ ہے کہ پچھلے ایجنٹ کو ہٹا کر نئے لائے جانے والے ایجنٹ کے درمیانی وقفے کے دوران ایک تسلسل قائم رہے اور اس کے مفادات کے تحفظ کا سلسلہ بھی نہ ٹوٹے۔ امریکی سیکریٹری خارجہ جان کیری نے کہا کہ "گزشتہ ڈیڑھ سال سے ہم کہتے آئے ہیں کہ اسد کو تو جانا پڑے گا لیکن کب اور کس طریقے سے۔ یہ فیصلہ جنیوا فریم ورک کے دائرے کے تحت اور مذاکرات کے ذریعے سے ہونا چاہیے"۔ اس نے مزید کہا کہ

"یہ ضروری نہیں کہ یہ پہلے ہی دن یا پہلے ہی مہینے سے ہو۔۔۔" (العربیۃ ہفتہ 5 ذی الحجۃ 1436ہجری-19 ستمبر 2015)۔

امریکہ نے خود کو شام میں ایک سخت مشکل میں پایا ہے۔ وہ یہ سمجھتا تھا کہ شام میں بھی چہروں کی تبدیلی ویسے ہی آسان ہوگی جیسا کہ اس نے کنانہ کی سرزمین (مصر) میں کیا۔ اس نے کنانہ کی تحریک کو ہائی جیک کیا اور انقلابیوں کو ان لوگوں کے ذریعے خاموش کر دیا جنھیں وہ نام نہاد معتدل اسلام کا نمائندہ کہتا تھا۔ جب یہ لوگ ناکام ہو گئے تو ان کو اتنی ہی آسانی سے نکال دیا جس آسانی سے امریکہ انہیں لایا تھا۔ پھر امریکہ اُسی پرانے چوکیدار کو زیادہ ڈراؤنی اور خوفناک شکل میں واپس لے آیا جو پوری طرح سے گناہ میں ڈوبا ہوا ہے اور اس حد تک شیطان کی راہ پر چلنے کے لئے تیار اور اس قدر بے شرم ہے کہ اس نے جدیدیت کے نام پر دین کی بھی نئی تشریح کرنے کی جسارت کر دی ہے!

امریکہ نے یہی سوچا تھا مگر معاملہ اس کے اُلٹ ہو گیا اور اس کی کھڑی کی ہوئی نیشنل سیرین کونسل زمیں بوس ہو گئی۔ امریکہ نے اس کو ایک متبادل کے طور پر تیار کیا تھا لیکن اسے شام میں کہیں بھی کوئی حمایت میسر نہ آسکی۔ لہٰذا امریکہ کی کھڑی کردہ یہ متبادل قیادت جلاوطن اور شام سے باہر ہی رہی جہاں سے بیٹھ کر وہ امریکہ کی تعریفیں کرتی رہی تا کہ امریکہ انہیں شام لے جا کر اقتدار کی کرسی پر بیٹھا دے۔ مگر یہ کہاں ممکن تھا جبکہ عوام یہ نعرہ لگا رہے تھے کہ "یہ (انقلاب) اللہ کے لیے ہے یہ اللہ کے لیے ہے" جبکہ امریکہ کے حواری دین کو زندگی سے الگ کرنے کی صدائیں لگا رہے تھے (أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ "کیا ہی برے فیصلے یہ کرتے ہیں" (النحل:59)۔

اس کے بعد امریکہ نے دوبارہ خوب سوچ بچار کی، حالات کا دوبارہ تجزیہ کیا اور اسے یہ خوف ہو گیا کہ اس کونسل کے اپنے پیروں پر کھڑا ہونے سے قبل ہی حکومت گر جائے گی!

اس لیے امریکہ نے ایران کے اجرتی قاتلوں

> انقلابیوں نے حکومت کو اس قدر کمزور کر دیا تھا کہ وہ کسی بھی وقت گر سکتی تھی لیکن امریکہ کا متبادل ابھی تک تیار نہیں تھا۔ اور یہیں سے روسی مداخلت کی صورت میں آگ اور خون کا گندا کھیل شروع کیا گیا۔

اور لبنان میں ایرانی تنظیم کے ذریعے حکومت کو سہارا دینا شروع کیا، انہوں نے بشار کو کچھ عرصے کے لئے سہارا فراہم کیا۔۔۔ یہاں تک کہ اس کے پیروں تلے سے زمین کھسکنے لگی اور شام کی زمین میں سے دسواں حصہ یا اس دسویں کا بھی کچھ حصہ اس کے ماتحت اور تسلط میں رہ گیا یا اس پر اس کا کسی درجے کنڑول باقی بچا تب امریکہ نے "جنگ بندی" کے اسلوب کو اختیار کیا جو کہ چھ مہینے تک چلا تاکہ حکومت کو اپنی سانسیں بحال کرنے کی مہلت مل جائے، لیکن اس کے باوجود حکومت خطرات سے دوچار تھی یہ صورتحال امریکہ کے لئے تباہ کن تھی کیونکہ اب تک امریکہ یہ ظاہر کرتا آیا تھا کہ وہ انقلابیوں کے ساتھ ہے اور اب انہی کے خلاف اعلانیہ لڑنا مشکل تھا۔ انقلابیوں نے حکومت کو اس قدر کمزور کر دیا تھا کہ وہ کسی بھی وقت گر سکتی تھی لیکن امریکہ کا متبادل ابھی تک تیار نہیں تھا۔ اور یہیں سے روسی مداخلت کی صورت میں آگ اور خون کا گندا کھیل شروع کیا گیا۔ روس کا کام کھل کر حکومت کی مدد کرنا اور کھل کر انقلابیوں کے خلاف لڑنا ہے کیونکہ اس کے نزدیک ان کے خلاف لڑنے کا اس کے پاس جواز موجود ہے۔ شامی حکومت بھی امریکہ کے حکم پر روس کو بلانے پر تیار تھی اور ایسا ہی ہوا روس امریکہ کی مرضی سے اور اس کے مفاد میں شام میں یہ شر انگیز اور گندا کردار ادا کرنے پر تیار ہوا! حالانکہ روس بلا شبہ یہ جانتا ہے کہ آلِ اسد، باپ سے لے کر بیٹے تک ،امریکی ایجنٹ ہیں اور یہ بھی کہ اگر امریکہ کے لئے ممکن ہو تو امت کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر وہ شام پر اکیلے اپنا ہی اثر و نفوذ برقرار رکھے گا۔۔۔ اُس صورت میں وہ یہاں روسی اثر و نفوذ کو قدم جمانے نہیں دے گا، بلکہ جب وہ (امریکہ) چاہے گا بیک جنبشِ قلم روس کو فارغ کر دے گا۔ وہ بشار جس کو بچانے کے لیے روس لڑ رہا ہے اگر اس کے قدم دوبارہ مضبوط ہو جاتے ہیں تو وہ شام سے روس کو ایسے ہی بھگا دے گا جیسا کہ سادات نے مصر سے ان کو دھتکار دیا تھا! لیکن پوٹین یہ سوچ رہا ہے کہ شام میں امریکہ کی خدمت کی بدولت روس کی جنوبی سرحدیں یوکرائن کے حوالے سے پر سکون ہو جائیں گی، حالانکہ یہ دونوں الگ الگ معاملات ہیں! روس کا مسلمانوں کے خلاف جنگ میں ملوث ہونا روس کو ایک کے بعد دوسری مصیبت میں مبتلا کرتا چلا جائے گا اور اس کے مقابلے میں یوکرائن کی مصیبت کم لگنے لگے گی کیونکہ اس کے مقابلے میں مسلمانوں کا غصہ اس کے لئے زیادہ بڑے مصائب کا باعث بنے گا اور جو

مستقبل پر نظر رکھتا ہے اس کے لئے آنے والا کل بہت قریب ہے۔

اے مسلمانو! بے شک فضاء سے روسی طیاروں کی بمباری، سمندر سے حملے، حتیٰ کہ شام کے اڈوں سے زمینی حملے اور روسی ماہرین کی آمد سب کچھ امریکہ کے ساتھ سازباز کا نتیجہ ہے۔ یقیناً روس ہمارے خلاف امریکہ کی حمایت میں اور اس کے حکم پر حملے کررہا ہے اور انہی کے لوگوں میں سے ایک نے اس کی گواہی بھی دی ہے ۔ "برطانوی اخبار گارڈین نے امریکی سینیٹر جان مکین سے اس کا بیان نقل کیا ہے جس میں اس نے کہا کہ امریکہ شام کی جنگ میں روس کے ساتھ اپنے نمائندوں کے ذریعے شامل ہے" (الجزیرہ 5 اکتوبر 2015)۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی بعید از امکان نہیں کہ امریکہ کی جانب سے ترکی کی جنوبی سرحد پر نصب پیٹریاٹ میزائل نظام کو ہٹانے کا فیصلہ اس لیے کیا گیا ہو تاکہ روس ان میزائلوں سے بے خوف ہو کر اطمینان سے فضائی حملے کرسکے۔ " یہ میزائل، جنہیں 2013 کی گرمیوں میں نصب کیا گیا تھا، اپنی تنصیب کے صرف دو سالوں کے بعد ہی، اسی مہینے، ان کے درمیان ہونے والے فیصلے کے مطابق ہٹالئے جائیں گے باوجود اس کے کہ شام میں صورتحال تیزی سے بدل رہی ہے۔ (مصدر اے ایف پی) "(رشیا ٹوڈے 2 اکتوبر 2015)۔ مزید برآں، اگر مزید کسی دلیل کی ضرورت ہو، تو ہر عقل رکھنے والا شخص یہ جانتا ہے کہ اگر دو ملکوں کے جنگی ہوائی جہاز ایک ہی ملک کی فضاؤں میں اکٹھے اُڑ رہے ہوں تو یہ یا تو ان کے درمیان دوستی اور افہام و تفہیم سے ہی ممکن ہے یا پھر ان دونوں کے درمیان جنگ ہو رہی ہو اور وہ ایک دوسرے کے دشمن ہوں۔ اس صورت میں ان کے درمیان تصادم ہوگا اور وہ ایک دوسرے پر میزائل فائر کریں گے جیسا کہ کسی بھی جنگ میں ہوتا ہے۔ لیکن درحقیقت یہ دونوں دوست ہیں اور ان کے درمیان ایک ہی ہدف کے لیے فضاء میں اڑنے کے بارے میں سودا بازی ہو چکی ہے۔ دونوں اطراف کے بیانات یہ ثابت کرتے ہیں کہ یہ سودابازی اور سازباز کرچکے ہیں۔

کہ اگر دو ملکوں کے جنگی ہوائی جہاز ایک ہی ملک کی فضاؤں میں اکٹھے اُڑ رہے ہوں تو یہ یا تو ان کے درمیان دوستی اور افہام و تفہیم سے ہی ممکن ہے یا پھر ان دونوں کے درمیان جنگ ہو رہی ہو اور وہ ایک دوسرے کے دشمن ہوں

روسی وزارت خارجہ نے اپنے ایک بیان میں، جس کو اس نے جمعرات 8 اکتوبر 2015 کو اپنی ویب سائٹ پر جاری کیا کہا کہ "اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس کے اختتام کے موقع پر صدر پوٹین اور ان کے امریکی ہم منصب اوباما کے درمیان ہونے والی ملاقات میں دونوں صدور کی طرف سے اختیار ملنے پر دونوں وزرائے خارجہ نے شام کی صورتحال کو ٹھیک کرنے کے لئے مختلف طریقوں پر گفت و شنید کو مکمل کرنے کی کوشش کی، جس میں شام کی فضاء میں کسی بھی تصادم سے اجتناب کی ضرورت بھی شامل ہے، اسی طرح شام میں 30 جون 2012 کو جنیوا- 1 اعلامیہ کے مطابق سیاسی حل کے عمل کو مضبوط کرنا بھی شامل تھا"۔ بیان میں مزید کہا گیا کہ "اس کے علاوہ یوکرائن کے حوالے سے منسک معاہدے پر عمل درآمد کرنے کے لئے اٹھائے جانے والے اقدامات پر غور کیا گیا جس پر 12 فروری کو دستخط کیے گئے تھے ۔۔۔" (الحیاۃ : بدھ 7 اکتوبر 2015)۔

صرف یہی نہیں بلکہ امریکہ نے ترکی کو بھی ان روسی حملوں کے بارے میں خاموش کرا دیا حالانکہ یہ اس کی سرحد پر ہو رہے ہیں اور اس کی فضائی حدود کی خلاف ورزی بھی ہوئی لیکن اس کے باوجود ان کا اسلحہ خاموش کروادیا گیا اور ان کی زبانیں بھی خاموش کروادی گئیں۔ ذلت کے مارے، اپنی ساکھ بچانے کے لئے، اگر وہ بولے بھی تو یہ بولے کہ اگر دوبارہ ایسا ہوا تو وہ خاموش نہیں رہیں گے مگر یہ دوبارہ ہوا اور پھر بار بار ہوا مگر ان کی زبانیں پھر بھی گنگ ہی رہیں۔ ایسا اس لئے ہو رہا ہے کیونکہ امریکہ چاہتا ہے کہ روس یہ حملے بے خوف ہو کر جاری رکھے اور اس کے طیاروں کو کوئی نہ چھیڑے۔ روسی طیاروں کی جانب سے فضائی حدود کی بار بار خلاف ورزی پر یہ عسکری خاموشی کوئی خفیہ نہیں ہے بلکہ سب کے سامنے ہے،"۔۔۔ ترکی نے کہا کہ روسی لڑاکا طیاروں نے گزشتہ ہفتہ اور اتوار کے دن شام کی سرحد کے ساتھ اس کی فضائی حدود کی خلاف ورزی کی۔۔۔ ترکی نے کہا کہ کل ایک نامعلوم "مگ 29" طیارے نے ترکی کے 8 "ایف 16" طیاروں کو ہراساں کیا۔۔۔ ترک فوج نے کہا ہے کہ طیارے نے اپنے ہدف کے تعین اور ترک طیاروں پر میزائل داغنے کے لیے اپنے ریڈار کو تیار کیا۔۔" (الحیاۃ: الیکٹرانک کاپی، بدھ 7 اکتوبر 2015)۔ لیکن اس کے باوجود ترکی کی جانب سے کوئی مؤثر اقدامات نہیں کیے گئے بلکہ صرف سفیر کی طلبی اور

دوستی کو نقصان پہنچنے کی تنبیہ پر ہی اکتفاء کیا گیا! "دوسری طرف ترک صدر نے یہ کہہ کر روس کو خبردار کیا کہ اگر اس نے انقرہ کے ساتھ اپنی دوستی کو نقصان پہنچایا تو اس کا بڑا نقصان ہوگا۔ اس نے کہا کہ روسی جنگی جہازوں کی جانب سے ترکی کی فضائی حدود کی خلاف ورزی کا سلسلہ جاری رہا تو ترکی کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو جائے گا۔ ترکی نے انقرہ میں روسی سفیر کو دو دنوں میں دوسری بار طلب کیا اور ایک بار پھر روسی لڑاکا طیاروں کی جانب سے شام کی سرحد کے قریب ترکی کی فضائی حدود کی خلاف ورزی پر 'شدید احتجاج' کیا جیسا کہ وزارت خارجہ کے ایک عہدیدار نے کہا۔۔۔" (الدستور بدھ 7 اکتوبر 2015)۔

اے مسلمانو! یہ یقیناً انتہائی تکلیف دہ بات ہے کہ مسلمانوں کے علاقے دشمنوں کے طیاروں، ان کے میزائلوں اور بحری جہازوں کے لیے میدان بنے ہوئے ہیں۔ صرف یہی نہیں امت مسلمہ کی تاریخ میں پہلی بار ایسا ہوا کہ کوئی دشمن حملہ کرتا ہے اور اس کی تعریف کی جاتی ہے، اس پر جشن منایا جاتا ہے اور مزید حملوں کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ یقیناً ایسے رویے کو اللہ، اس کے رسول ﷺ اور مومنوں کے ساتھ خیانت سمجھا جاتا ہے۔ دشمن کے ساتھ تو صرف جنگ کی جاتی ہے، اس کو شکست دی جاتی ہے، اس پر فتح حاصل کی جاتی ہے نہ کہ مسلمانوں پر ان کے حملوں کی تعریف کی جائے یا ان کو یہ دعوت دی جائے کہ وہ اپنے طیاروں کو لے کر اسلامی زمین پر یلغار کر دیں! لیکن آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ کچھ لوگ امریکی اتحاد کے حملوں پر مدح سرائی کرتے ہیں بلکہ اگر کسی دن کم حملے ہوں تو اس کمی پر اس کی ملامت کی جاتی ہے۔ اسی طرح دوسری جانب ہم ان لوگوں کو دیکھتے ہیں جو روسی یلغار کی تعریفیں کر رہے ہیں اور اس کے فضائی حملوں کو زبردست کارنامہ قرار دے رہے ہیں! یقیناً یہ بہت بڑی بدبختی ہے۔ کچھ عرصے قبل تک یہ ایجنٹ، استعماری کفار کے ایجنٹ ہونے کے کھلم کھلا اظہار سے شرم محسوس کرتے تھے، بلکہ وہ خفیہ طریقے سے ان کی خدمت کرتے تھے، چہ جائیکہ وہ اسلامی سرزمین پر دشمن کے حملوں کی حمایت کا اعلان کریں۔ آج امریکہ نے دہشت گردی کے خلاف جنگ کی آڑ میں مسلمانوں کے خلاف کثیر الملکی اتحاد قائم کر لیا ہے۔ اسی طرح روس نے دہشت گردی کے خلاف جنگ کے پردے میں ایران کے ساتھ اتحاد قائم کر لیا ہے جس میں دمشق اور بغداد بھی شامل ہیں۔ یہ سب کچھ اس وقت ہو رہا ہے جبکہ یہ خود دہشت گردی کے موجد اور اس کے ماخذ ہیں اور یہ جہاں جاتے ہیں ان کے وحشیانہ اعمال ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ انہوں نے اسلام اور اہل اسلام کے خلاف جنگ پر اتفاق کر لیا ہے اور اسلام کے دشمنوں کی یہی نشانی ہے کہ آپس میں کئی امور میں اختلاف کرتے ہیں مگر اسلام کے خلاف اکٹھے ہو جاتے ہیں (هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ) "یہی دشمن ہیں ان سے ہوشیار رہو اللہ ان کو ہلاک کرے کہاں بھٹکے جا رہے ہیں" (المنافقون: 4)۔

اے مسلمانو! آج جس صورتحال میں ہم مبتلا ہیں اُس کا علاج معلوم میں سے ہے اور یہ نامعلوم نہیں ہے، اور اس کی کامیابی بھی اللہ کے اذن سے قطعی ہے جس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ اس علاج کا ذکر غارِ حرا، رسول اللہ ﷺ کی ہجرت، خلافتِ راشدہ، عقبہ کا ساحل، اندلس کا طارق، ہارون رشید کی گفتگو، معتصم کا جواب، حطین کا صلاح الدین جو مسجد اقصیٰ کو آزاد کرانے والا اور صلیبیوں کو ذلیل کرنے والا ہے، عین جالوت کا قطز، تاتاریوں کو تہس نہس کرنے والا بیبرس اور بہترین امیر جو قسطنطنیہ کا فاتح ہے کر چکے ہیں۔ یہ علاج ثابت شدہ ہے، جب فرانس مسلمانوں کے خلیفہ القانونی سے اپنے قیدی بادشاہ کی رہائی کے لیے التجا کرتا ہے اور اس علاج کی تائید امریکہ کا اسلامی ریاست کے سامنے جھک کر بحیرہ روم میں اپنی کشتیوں کی حفاظت کو یقینی بنانے کے لیے جزیہ ادا کرنے سے ہوتی ہے۔ اور عبد الحمید کے اس قول سے ہوتی ہے جب یہود نے فلسطین کے کھو جانے کی دھمکی دی تو انہوں نے کہا کہ "اگر خلافت ختم ہو گئی تو وہ فلسطین کو بغیر قیمت کے ہی لے لیں گے۔۔۔" ایسا ہی ہوا اور انہوں نے فلسطین لے لیا اور ہماری سرزمین ہر ظالم دشمن کی آماجگاہ بن گئی۔ یہی وہ علاج اور حل ہے؛ کہ ہم اس مضبوط قلعے کی طرف لوٹ جائیں، خلافتِ راشدہ کی طرف، کیونکہ اس ہی میں دنیا اور آخرت کی عزت ہے۔ یہی وہ علاج ہے۔ یہ کتاب اللہ میں نقش ہے جس کو مٹایا نہیں جا سکتا، اور یہی سنت رسول ﷺ میں مذکور ہے جس کو بھلایا نہیں جا سکتا۔ یہی تاریخ کے اوراق میں سنہرے حروف میں محفوظ ہے اور ہر صاحبِ عقل اور صاحبِ سماعت اس سے نصیحت حاصل کر سکتا ہے: (إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ) "بے شک اس میں ہر اس شخص کے لیے نصیحت ہے جو دل رکھتا ہے یا وہ کان لگا کر سننے اور گواہی دینے کی صلاحیت رکھتا ہے" (ق: 37)۔

حزب التحریر

11 اکتوبر 2015

27 ذی الحج 1436 ہجری

راحیل شریف کے دورہ ترکی کا مقصد اسلام کی واپسی کے خلاف امریکی مزاحمت کو تقویت پہنچانا ہے

خبر: 12 اکتوبر 2015، بروز پیر، پاکستان کے آرمی چیف جنرل راحیل شریف ترکی کے تین روزہ دورے پر انقرہ پہنچے جہاں خطے میں امن اور "دہشتگردی" کو قابو کرنے کی ان کی کوششوں کے اعتراف میں ترکی کے لیجنٹ آف میرٹ کے میڈل سے نوازا گیا۔ جنرل راحیل شریف نے ترکی کی برّی افواج کے ہیڈکواٹر کا دورہ کیا جہاں انہوں نے ترک برّی فوج کے سربراہ سے ملاقات کی اور مستقبل میں "دہشتگردی کو روکنے" کے لئے "مزید تعاون" پر بات چیت کی۔ پاکستان کے آرمی چیف نے اپنے ترک ہم منصب کو بتایا کہ وہ اُن کو درپیش "چیلنجز کی ہولناکی" سے آگاہ ہیں اور "ان کے ساتھ کھڑے ہیں"۔ انہوں نے اس امید کا اظہار کیا کہ وہ "مل کر ان چیلنجز کا مقابلہ ایک مشترکہ اور واضح طریقہ کار سے کریں گے"۔

تبصرہ: جنرل راحیل شریف نے اس وقت ترکی کا دورہ کیا ہے جبکہ شام میں جاری انقلاب پانچویں سال میں داخل ہو گیا ہے اور شامی مسلمانوں نے اسلام کے نفاذ کی جدوجہد سے دستبردار کرانے کی امریکہ کی تمام کوششوں کو ناکام بنادیا ہے اور جنیوا-1 اور 2 کے ذریعے امریکی سیاسی حل کو قبول کرنے سے انکار کیا ہے۔ ترکی، جس کے پاس ایک طاقتور فوج ہے، اب تک جابر بشار کے ہاتھوں شامی مسلمانوں کے قتل عام کو انتہائی "صبر واستقامت" سے دیکھتا آرہا ہے اور اب وہ بشار مخالف مزاحمتی قوتوں پر امریکی و روسی بمباری میں معاونت فراہم کررہا ہے۔ ترکی کی موجودہ طیب اردگان کی حکومت نے شامی انقلاب کی صرف زبانی حمایت ہی کی ہے لیکن اس نے کبھی بھی بشار کے اقتدار کو ختم کرنے کی کوشش نہیں کی جو اس کے لئے انتہائی آسان ہے۔ کیا یہ محض اتفاق ہے کہ مسلم دنیا کی دو سب سے بڑی اور طاقتور افواج، پاکستان اور ترکی، اپنے پڑوس میں رہنے والے کشمیری و شامی مسلمانوں کی مدد نہیں کرتے بلکہ امریکہ کی نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ کے جھنڈے تلے اپنے ہی مسلمان بھائیوں سے لڑ رہے ہیں۔ ترکی نیٹو افواج کا حصہ رہا ہے جس نے افغانستان میں امریکہ قبضے کو مستحکم کرنے میں امریکہ کی مدد کی اور پاکستان اپنے قبائلی علاقوں میں ان مجاہدین سے لڑ رہا ہے جو افغانستان میں امریکی قبضے کی مخالفت کرتے ہیں۔ اب جبکہ یہ بات تقریباً یقینی تھی کہ شام کے جابر کو ایران اور لبنان میں اس کی جماعت کی مدد کے باوجود بچایا نہیں جاسکے گا تو امریکہ نے روس کو اس بات کی اجازت دی کہ وہ مداخلت کرے تاکہ شامی مسلمانوں کے بڑھتے سیلاب کو روکے اور اس دوران ملنے والی مہلت کو استعمال کرتے ہوئے وہ بشار کا متبادل تیار کرسکے۔ لیکن امریکہ یہ اچھی طرح سے جانتا ہے کہ روسی مداخلت بھی اس بڑھتے سیلاب کا رخ موڑنے میں ناکام رہے گی اور پھر اس کے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ نہ رہ جائے گا کہ وہ داعش سے لڑنے کے نام پر مسلم افواج کو شام میں جانے کا حکم دے۔ حال ہی میں امریکہ نے یہ اعلان کیا کہ وہ داعش کے خلاف لڑنے کے لئے مسلم ممالک کا اتحاد بنارہا ہے اور اس نے پاکستان کو بھی اس اتحاد میں شامل ہونے کی دعوت دی ہے۔ لیکن یہ بات اب ثابت ہوچکی ہے کہ داعش کے خلاف لڑنے کو ایک پردے کے طور پر استعمال کرتے ہوئے ان مزاحمتی گروہوں کو نشانہ بنایا جاتا ہے جو بشار کے خلاف لڑ رہے ہیں اور کامیابی کے بعد اسلام کو نفاذ کرنا چاہتے ہیں کیونکہ حالیہ روسی بمباری کا نشانہ زیادہ تر وہ علاقے بنے ہیں جو داعش کے زیر قبضہ نہیں ہیں۔ کیونکہ پاکستان کی فوجی قیادت میں موجود غدار قبائلی مزاحمت کو کچلنے کا تجربہ حاصل کرچکے ہیں اور یہ غلیظ وسیاہ تجربہ امریکہ کے لئے انتہائی قیمتی ہے اگر وہ مسلم ایجنٹ حکمرانوں کو شام میں جانے اور شامی مسلمانوں کی مزاحمت کو کچلنے کا حکم دیتا ہے جو اسلام کی اقتدار اور ریاست کی شکل میں واپسی کی شدید خواہش رکھتے ہیں۔ اور اس بات کا اظہار راحیل کے دورہ ترکی کے دوران کیا گیا جب یہ بتایا گیا کہ راحیل نے اپنے ہم منصب سے مستقبل میں "دہشتگردی کو روکنے" کے لئے "مزید تعاون" پر بات چیت کی اور اس امید کا اظہار کیا کہ وہ "مل کر ان چیلنجز کا مقابلہ ایک مشترکہ اور واضح طریقہ کار سے کریں گے"۔

یقیناً یہ "مزید تعاون" یہودی وجود کی دہشت گردی کے خلاف تو نہیں ہوگا جو فسلطین کے مسلمانوں کو قتل کررہا ہے اور مسجد اقصیٰ کی حرمت کو پامال کرتا رہتا ہے یا یہ "مزید تعاون" کشمیر کے مسلمانوں کو ہندو ریاست کی دہشت گردی سے آزاد کرانے کے لئے تو نہیں ہوگا۔ یہ "مزید تعاون" صرف اور صرف شامی انقلاب کو برباد اور ختم کرنے کے لئے ہوگا، وہ انقلاب جس پر اسلامی رنگ اس قدر غالب اور واضح ہے کہ امریکہ کو خلافت کا قیام عنقریب نظر آرہا ہے۔

موجودہ صورتحال سے یہ واضح ہے کہ امریکہ مسائل کو حل کرنے کی سیاسی و فوجی قوت سے محروم ہوچکا ہے چاہے یہ مسئلہ شام کا ہو یا افغانستان کا ہو۔ لیکن غدار مسلم حکمرانوں کی بدولت امریکہ اب بھی مسلم دنیا میں زبردست اثرورسوخ رکھتا ہے اور عثمانی خلافت کے خاتمے کے بعد قائم کیے جانے والے بندوبست کو گرنے سے روکنے میں کامیاب ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر 13 سے

صرف خلافت ہی امت کو سود پر مبنی بھاری حکومتی قرض سے نجات دلائے گی

تحریر: قمر عباس، پاکستان

گزشتہ سات سال پاکستان کے حکومتی قرض میں تین گنا اضافہ ہوا ہے۔ یہ قرض بیس ٹریلین روپے کی بلند ترین سطح کو چھو چکا ہے جو کہ 2008 میں 6.3 ٹریلین روپے تھا۔ صرف موجودہ حکومت نے گزشتہ دو سالوں میں اندرونی قرض میں 3.526 ٹریلین روپے کا اضافہ کیا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق حکومت اپنی آمدن کا 44 فیصد قرض پر سود کی ادائیگی پر خرچ کرتی ہے جس کے نتیجے میں ترقیاتی کاموں کے لئے گنجائش کم ہی رہ جاتی ہے۔ اس طرح ہر پاکستانی پر سالانہ تقریباً ۷ ہزار روپے سود کی ادائیگی کا بار پڑتا ہے۔

جمہوری سرمایہ دارانہ ریاست میں حکومت کے مالیاتی حجم اور طاقت کا دار و مدار مرکزی بینک کی حکومت کے لئے مالیات کے حصول کی صلاحیت پر ہوتا ہے، بالخصوص اس وقت جب حکومت مرکزی بینک سے براہِ راست قرض حاصل کرتی ہے۔ حکومت اندرونی قرض (domestic debt) ایک تو کمرشل بنکوں اور non-bank public سے حاصل کر سکتی ہے اور دوسرے براہِ راست مرکزی بینک سے جو کہ بجٹ کے خسارے کو monetize کرنا کہلاتا ہے۔ مرکزی بینک سے براہِ راست قرض کا حصول کرنسی کی رسد (supply of money) میں اضافے کا باعث ہوتا ہے جس کے نتیجے میں افراطِ زر (inflation) جنم لیتا ہے کیونکہ مرکزی بینک یہ قرض محض اضافی نوٹ چھاپ کر کے جاری کرتا ہے۔ زرداری حکومت نے اپنے پانچ سال میں سٹیٹ بینک سے براہِ راست قرض لینے کے سارے ریکارڈ توڑ دیئے۔ بجٹ خسارے کو پورا کرنے کے لئے زرداری حکومت نے 700 ارب روپے کی خطیر رقم سٹیٹ بنک سے قرض کے طور پر حاصل کی۔ اس کی وجہ سے اس دور میں افراطِ زر میں غیر معمولی اضافہ دیکھا گیا۔ مارچ 2012 میں سٹیٹ بینک ترمیمی بل پاس کیا گیا جو سٹیٹ بینک کے سینٹرل بورڈ کو یہ اختیار دیتا ہے کہ وفاقی حکومت کو ایک مقررہ حد سے زیادہ قرض فراہم نہ کرے۔ اس کے باوجود حکومتوں کے قرض لینے کی روش پر کوئی اثر نہیں پڑا کیونکہ منظور شدہ بل سے سٹیٹ بینک کے مذکورہ بالا اختیار کی شق کو اس وقت کے سینیٹر اسحاق ڈار اور اس وقت کے وزیر خزانہ حفیظ شیخ کے اعتراض پر نکال دیا گیا۔ نواز حکومت نے اپنے اقتدار کے پہلے 9 ماہ میں سٹیٹ بنک سے 400 ارب کا قرض حاصل کیا۔ نواز حکومت نے 1997 میں سٹیٹ بینک کی اتھارٹی کے لئے یہ قانون پاس کیا اور اس پر اتفاق کیا کہ حکومت قرض کے حصول کے سلسلے میں سٹیٹ بینک کی متعین کردہ حدود و قیود کی پاسداری کرے گی۔ اس قانون کی خلاف ورزی کا آغاز مشرف حکومت نے کیا اور یہ روش زرداری اور نواز حکومتوں نے جاری رکھی۔ حکومتوں کا مرکزی بینک سے قرض لینا پچھلے سالوں میں افراطِ زر کا بہت بڑا سبب رہا ہے۔

مقامی کرنسی پر مشتمل اندرونی قرض floating debt, permanent debt, unfunded debt کی صورتوں میں حاصل کیا جاتا ہے۔ ٹی بلز (T.bills) کی شکل میں کمرشل بینکوں اور بڑی کارپوریشنوں سے حاصل کیا جانے والا 3 سے 12 ماہ کا قلیل مدتی قرض floating debt کہلاتا ہے۔ پاکستان انوسٹمنٹ بونڈ جیسے طویل مدتی قرض permanent debt کہلاتے ہیں۔ جبکہ unfunded debt پرائس بانڈز اور saving certificate پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس طرح floating اور permanent debt کی صورت میں بینک اور بڑے کاروبار حکومتی قرض فراہم کرنے کے سب سے بڑے ذرائع ہیں لیکن اس سے بینکوں کی نجی کاروباروں کو قرض کی فراہمی کی استعداد اور نجی کاروباروں کے پھیلاؤ میں کمی واقع ہوتی ہے اور نتیجتاً معیشت سست روی کا شکار ہو جاتی ہے۔

تا حال بینک اور کارپوریشنز مجموعی طور پر 7 ٹریلین کے سکوک، ٹی بلز اور پاکستان انوسٹمنٹ بونڈز کے مالک ہیں جس کا مطلب بھاری قرض کی ادائیگی ہے۔ گزشتہ مالی سال کی آخری سہ ماہی مارچ-مئی 2015 میں حکومت نے ٹی بلز کی مد میں 1.37 ٹریلین روپے کا قرض حاصل کیا جس میں 1.3 ٹریلین گزشتہ قرض کی ادائیگی میں استعمال ہوئے اور اس طرح حکومت کے پاس صرف 75 ارب اپنی موجودہ ضروریات کو پورا کرنے کے لئے باقی رہ گئے۔ بعد ازاں اس مالی سال کی پہلی سہ ماہی یعنی جولائی-ستمبر 2015 میں 1.35 ٹریلین روپے بینکنگ نظام سے حاصل کرنے کا ہدف مقرر کیا اور پچھلے سال کی روش کو برقرار رکھا۔ حکومت 1.15 ٹریلین روپے ٹی بلز کو فروخت کر کے حاصل کرے گی۔ اس کے علاوہ حکومت بینکوں کو طویل مدتی پاکستان انوسٹمنٹ بانڈز فروخت کر کے بھی قرض حاصل کرے گی۔ حالیہ سہ ماہی ستمبر-نومبر میں

حکومت نے 1.5 ٹریلین پاکستان انوسٹمنٹ بانڈز اور ٹی بلز کی مد میں حاصل کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔اس طرح سٹیٹ بینک حکومت کے لئے قرض حاصل کرنے اور پھر اس قرض کو ادا کرنے کے لئے سال بھر مصروفِ عمل رہتا ہے۔مارچ 2015 میں سٹیٹ بینک نے 229.57 ارب روپے کے ٹی بلز مارکیٹ میں فروخت کر کے حکومت کے لئے قرض حاصل کیا اور پھر مالیاتی نظام میں 842.5 ارب روپے جاری کیے۔اس طرح ایک شیطانی چکر چلتا رہتا ہے جس میں پچھلے قرضوں کی ادائیگی کے لئے نئے قرضے حاصل کیے جاتے ہیں۔ مارچ - مئی اور پھر جولائی-ستمبر 2015 میں حاصل کیا گیا بھاری قرض ایک سال کے اندر واپس کیا جاناہے۔پہلے سے حاصل شدہ قرض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اس قرض کی ادائیگی کے لئے کھربوں روپے کے حصول کے لئے رواں مالی سال مستقل دردِ سر رہے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آنے والے وقتوں میں سٹیٹ بینک آف پاکستان کی جانب سے اندرونی قرضوں کو چلانے کے لئے بینکوں سے کئی ٹیریلین روپے متحرک کرے گی۔

اندرونی قرضوں پر ادا کیے جانے والے سود میں تیزی سے اضافہ، جس میں ہر سال 135 ارب روپے کا اضافہ ہورہا ہے اور مالیاتی سال 2015 میں یہ 1.175 ٹریلین روپے تک پہنچ گیا، حکومت کے لئے ایک بہت ہی بڑا مسئلہ ہے کیونکہ اس کے محاصل بہت کم ہیں اور اس طرح وہ اندرونی و بیرونی ذرائع سے مزید قرضے لینے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ موجودہ حکومت کو توانائی کے گردشی قرضے گزشتہ حکومت سے ورثے میں ملے ہیں۔اس پر مزید اگر حکومت بینکوں سے موجودہ رفتار سے قرضے لیتی رہی تو آنے والی حکومت کو ورثے میں دو گردشی قرضے ملیں گے؛ ایک جو کہ توانائی کے شعبے میں پیدا ہورہا ہے اور دوسرا جو بینکوں سے قرضے لینے سے پیدا ہورہا ہے۔یہ صورتحال محدود مدت کے لئے منتخب حکومت کے اصول پر مبنی جمہوری سرمایہ دارانہ ریاست کا المیہ ہے جس کی سزا عوام کو بھگتنا پڑتی ہے۔

سرمایہ دارانہ نظام کے ڈبے میں بند سوچ کے

> سرمایہ دارانہ نظام عوام کو قیمتی قدرتی ذرائع کی ملکیت کے حق سے محروم کرکے حکومت کو قرض کی روش پر ڈال دیتا ہے۔ ی تباہی پر منتج ہوتے ہے

حامل پاکستان کے سیاسی اور اقتصادی ماہرین ملکی اخراجات کو پورا کرنے کے لئے محاصل کے ناکافی ہونے کو اپنی غیر دانشمندانہ قرضوں کے حصول اور ظالمانہ ٹیکسوں کا جواز قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ درحقیقت سرمایہ داریت چاہے جمہوریت یا آمریت کسی بھی طریقے سے پاکستان میں نافذ ہو، نجکاری کے ذریعے ریاست اور عوام دونوں کو عوامی اثاثوں سے حاصل ہونے والے بہت بڑے محاصل کے ذخیرے سے محروم کر دیتی ہے جیسا کہ تیل، گیس اور بجلی۔ تیل، گیس اور بجلی کے قیمتی اثاثوں کے ملکی اور غیر ملکی مالکان ان سے زبردست منافع حاصل کرتے ہیں اس طرح ایک طرف تو ان عظیم وسائل سے چند لوگ یا کمپنیاں منافع کمارہی ہیں تو دوسری طرف حکومت نے ان وسائل پر بھاری ٹیکس عائد کر کے عوام کی کمر توڑ رکھی ہے۔ مزید برآں پاکستان کے غیر منصفانہ اور ظالمانہ ٹیکسوں کے نظام نے متمول اور محروم میں تفاوت کو بڑھادیا ہے۔ پاکستان کے ٹیکسوں کے چار بڑے ماخذ جی۔ایس۔ٹی، سینٹرل ایکسائز ڈیوٹی، کسٹم ڈیوٹی اور انکم ٹیکس ہیں۔ٹیکسوں کا نظام بل واسطہ ٹیکسز indirect taxes پر مشتمل ہے جو کہ وفاقی و صوبائی حکومت کے کل محاصل کا تقریباً دو تہائی (68 فیصد) بنتا ہے۔اور اگر سرچارجز کو شامل کیا جائے تو یہ 76 فیصد یعنی تین چوتھائی بنتا ہے۔اس طرح بل واسطہ ٹیکس indirect taxes ملک کے کم خوشحال طبقے کو بری طرح متاثر کررہا ہے۔

سرمایہ دارانہ نظام عوام کو قیمتی قدرتی ذرائع کی ملکیت کے حق سے محروم کرکے حکومت کو قرض کی روش پر ڈال دیتا ہے۔ حکومتی قرض حاصل کرنے کے مذکورہ بالا ذرائع معیشت کی تباہی پر منتج ہوتے ہیں۔ اگر مرکزی بینک سے قرض لینا افراطِ زر کا باعث ہوتا ہے تو کمرشل بینکوں اور کمپنیوں سے قرض لینا معیشت کو سست کر کے بحران میں ڈال دیتا ہے اور بیرونی قرضے ملکی خود مختاری پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

جمہوری سرمایہ دارانہ ریاست منتخب حکومت کو یہ اختیار دیتی ہے کہ وہ پارلیمنٹ کی توثیق سے اپنے لئے محاصل اور اخراجات میں من چاہی ترجیحات کا تعین کرے جبکہ اسلامی ریاستِ خلافت کو یہ اختیارات حاصل نہیں ہیں۔ بیت المال کے محصولات اسلام کے متعین شرعی احکامات کے مطابق حاصل کیے جاتے ہیں اور اسلام ہی کے متعین احکامات کے مطابق خرچ کیے جاتے ہیں۔ چونکہ یہ سب احکام شرعیہ ہیں چنانچہ نہ ہی محصولات کے ابواب میں اور نہ ہی اخراجات کے ابواب میں خلیفہ کی کوئی صوابدید ہے اور نہ ہی مجلسِ امت سے رائے لینے کی گنجائش ہے بلکہ یہ دائمی ابواب ہیں جن کو شریعت کے دائمی احکام

نے مقرر کر دیا ہے۔ یہ تو ابواب کے حوالہ سے تھا لیکن جہاں تک ذیلی ابواب اور ہر باب کے لیے مقررہ مقدار کا تعلق ہے تو یہ خلیفہ کی رائے اور اجتہاد پر موقوف ہے، کیونکہ اس کا تعلق رعایا کی دیکھ بھال کے معاملے سے ہے جسے شرع نے خلیفہ کی رائے اور صوابدید پر چھوڑ دیا ہے۔

سرمایہ دارانہ نظام کے برعکس اسلام نجی ملکیت کو تقدس فراہم کرتا ہے اور اس کے غصب کا سدِ باب کرتا ہے۔ پس ریاستِ خلافت میں ٹیکس لگائے جا سکتے ہیں مگر مندرجہ ذیل بیان کیے گئے انتہائی ناگزیر حالات میں یعنی اگر شرع کے مقرر کردہ محاصل شرع کے مقرر کردہ اخراجات کو پورا کرنے کے لیے ناکافی ہوں تو ریاستِ خلافت صرف اتنا ٹیکس لگائے گی جو ان کو پورا کرنے کے لیے کافی ہوں اور لوگوں کے ان اموال سے لے گی جو ان کی بنیادی ضروریات اور ضروری تعیش luxuries سے اضافی ہوں۔ سرمایہ دارانہ نظام کے برعکس اسلام لوگوں کے خون پسینے کی کمائی پر ڈاکہ ڈالنے یعنی انکم ٹیکس لگانے کی اجازت نہیں دیتا اور نہ ہی withholding tax اور GST جیسے ظالمانہ ٹیکسوں کی اجازت دیتا ہے۔ اسلامی ریاست کو بل واسطہ ٹیکس indirect taxes لگانے کی اجازت نہیں ہے اور نہ ہی عدالت کی فیس، ریاست کو دی جانے والی درخواستوں کی فیس، جائیداد کی خرید وفروخت کی فیس وغیرہ لی جائیں گی یہ اس لئے ہے کہ غیر منصفانہ ٹیکس کا لیا جانا نبی کریم ﷺ کی اس حدیث سے ممنوع ہے:

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ صَاحِبُ مَكْسٍ: "غیر شرعی ٹیکسوں کو وصول کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہو گا"(احمد)۔

بیت المال کے اخراجات شرع کے مقرر کردہ محاصل سے پورے نہ ہونے کی صورت میں ریاست خلافت ٹیکس لگا سکتی ہے یا قرض لے سکتی ہے لیکن اس ممکنہ قرض یا ٹیکس کا حصول مندرجہ ذیل اصولوں پر مبنی ہونا ضروری ہے :

رعایا کی کفالت اور جہاد کے فریضے کی ادائیگی کے لئے اموال جو بیت المال پر فرض ہیں، یعنی فقراء، مساکین اور مسافر پر خرچ کرنا اور جہاد پر خرچ کرنا۔ ان مدوں پر خرچ کرنا اموال کے ہونے یا نہ ہونے پر موقوف نہیں ہوتا، یہ ہر حال میں ریاست پر فرض رہتا ہے خواہ بیت المال میں مال موجود ہو یا نہ ہو۔ اگر اموال موجود ہوں تو علی الفور خرچ کیے جائیں گے اور بصورتِ دیگر ریاست پر لازم ہوگا کہ وہ مسلمانوں سے اس کے لئے اموال حاصل کرے اور اگر اس میں تاخیر سے مستحق لوگوں کو شدید دقّت پیش آنے کا امکان ہو تو ریاست کو اس کام کے لئے علی الفور قرض لے کر اسے انجام دینا ہوگا، اور مسلمانوں سے اموال جمع کر کے قرض ادا کر دینا ہوگا۔ تاہم اگر تاخیر سے شدید مشکلات پیش آنے کا امکان نہ ہو تو اموال حاصل ہونے تک انتظار کا قاعدہ لاگو ہوگا اور اموال مستحقین تک پہنچائے جائیں گے۔

وہ مصارف جو بیت المال پر معاوضہ کے طور پر واجب ہوں، جیسے اُن لوگوں کو ادا کرنا جنھوں نے کوئی خدمات انجام دیں ہوں مثلاً فوجی سپاہیوں کی تنخواہیں، حکومتی ملازمین ، قضاۃ، مدرسین وغیرہ کی تنخواہیں۔ لہٰذا یہ ادائیگی بھی اموال کے ہونے یا نہ ہونے پر منحصر نہیں ہوتی، بلکہ اسے ہر حال میں پورا کیا ہی جانا ہوتا ہے۔ اگر اموال موجود ہوں تو فوراً ادائیگی کی جائے گی ورنہ بصورتِ دیگر ریاست پر لازم ہوگا کہ وہ مسلمانوں سے اس کے لئے اموال حاصل کرے اور اگر اس میں تاخیر سے مستحق لوگوں کو شدید دقّت پیش آنے کا امکان ہو تو ریاست کو اس کام کے لئے علی الفور قرض لے کر اسے انجام دینا ہوگا، اور مسلمانوں سے اموال جمع کر کے قرض ادا کر دینا ہوگا۔ تاہم اگر تاخیر سے شدید مشکلات پیش آنے کا امکان نہ ہو تو اموال حاصل ہونے تک انتظار کا قاعدہ لاگو ہوگا اور اموال مستحقین تک پہنچائے جائیں گے۔

وہ مصارف جو کسی مصلحت اور منافعِ عامہ کے لئے بغیر کسی بدل(return) خرچ کرنا بیت المال پر واجب ہو۔ بالفاظِ دیگر یہ مصارف مختلف منافعِ عامہ پر خرچ کئے جاتے ہیں اور اِن سے کوئی آمدنی نہیں ہوتی، جیسے سڑکوں پر، پانی بہم پہنچانے کے لئے، مسجدوں، مدرسوں اور ہسپتالوں کے لئے جن کا موجود ہونا نہایت ضروری ہوتا ہے اور ان کے نہ ہونے سے امت کو شدید مصائب جھیلنا پڑتے ہیں۔ لہٰذا اِن مصارف پر اخراجات بھی اموال کے ہونے یا نہ ہونے پر منحصر نہیں ہوتے بلکہ یہ ایک فریضہ اور ذمہ داری ہیں۔ اگر اموال موجود ہوں تو اِن امور پر خرچ کئے جائیں گے اور اگر موجود نہ ہوں تو یہ ذمہ داری امت کو منتقل ہو جاتی ہے اور اس کے لئے جس قدر وسعت ہو امت سے حاصل کئے جاتے ہیں اور بیت المال اِنھیں خرچ کرتا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ کوئی بھی ایسا خرچ جس پر کوئی آمدنی نہ ہوتی ہو اور جو رفاہِ عام کے لئے ہو، اور جس پر خرچ نہ کرنا سخت مشکلات پیدا کرتا ہو، اُس پر بہر حال خرچ کیا ہی جائے گا قطع نظر اس کے کہ اموال موجود ہیں یا نہیں۔ اگر بیت المال میں اموال موجود ہوں تو ریاست پر ان کے لئے خرچ کرنا لازم ہوتا ہے اور مسلمانوں کا فریضہ ادا ہو جاتا ہے؛ تاہم اگر اموال موجود نہ ہوں تو یہ ذمہ داری مسلمانوں پر عائد ہو جاتی ہے اور ان کا اس پر خرچ کرنا فرض ہو جاتا ہے۔

وہ مصارف جو کسی مصلحت اور منافعِ عامہ کے لئے بغیر کسی بدل(return) خرچ کرنا بیت المال پر واجب ہو، تاہم جن کے نہ کرنے سے امت کو شدید مشکلات کا سامنا نہیں

کرنا پڑے، مثلاً کوئی پرانی سڑک موجود ہونے کے باوجود ایک نئی سڑک کی تعمیر، ہسپتال موجود ہونے اور خاطر خواہ خدمات فراہم کرنے کے باوجود ایک نئے ہسپتال کی تعمیر، فاصلے کم کرنے کے لئے نئی سڑک کی تعمیر، وغیرہ۔ ایسے منصوبوں کے لئے رقم کی فراہمی اموال کے موجود ہونے پر ہی منحصر ہوگی۔ بیت المال میں اگر اموال موجود ہوں تو ایسے منصوبوں پر خرچ کئے جائیں گے ورنہ یہ ریاست کی ذمہ داری نہ ہوگی اور مسلمان ایسے منصوبوں پر خرچ کے پابند نہ ہوں گے کیونکہ فی الحقیقت یہ مسلمانوں پر فرض نہیں ہے۔

ایسے مصارف جو ہنگامی صورتِ حال سے نمٹنے کے لئے ہوں اور بیت المال پر واجب ہوں جیسے قحط، سیلاب، زلزلے یا دشمن کا حملہ۔ ان مصارف پر بیت المال میں اموال موجود ہونے یا نہ ہونے پر منحصر نہیں، بلکہ دونوں صورتوں میں واجب ہیں۔ اگر اموال موجود ہوں تو علی الفور خرچ کئے جائیں گے ورنہ یہ مصارف تمام مسلمانوں پر فرض ہو جائیں گے۔ ایسی صورت میں مسلمانوں سے فوراً اموال جمع کر بیت المال میں رکھے جائیں گے اور وہاں سے خرچ کئے جائیں گے۔ اگر مسلمانوں سے اموال جمع کرنے میں تاخیر سے ضرر کا اندیشہ ہو تو ریاست پر اس کام کے لئے قرض لے کر بیت المال کے سپرد کرنا واجب ہو جائے گا اور بعد میں مسلمانوں سے اس مد میں اموال حاصل کر کے قرض کی ادائیگی کی جائے گی۔

ریاستِ خلافت انشاءاللہ عوامی ملکیت کے زمرے میں آنے والے توانائی کے ذرائع اور معدنیات اور ان کے علاوہ شرع کے مقرر کردہ دوسرے ذرائع سے بیش قیمت محاصل اکٹھا کرے گی اور موجودہ دور کے غیر منصفانہ اور ظالمانہ ٹیکسوں کا خاتمہ کر دے گی۔

بقیہ صفحہ نمبر 9 سے

انڈونیشیا سے تیونس تک مسلمان اسلام کی اقتدار و ریاست میں واپسی ایک خلافت کی شکل میں دیکھنے کی شدید خواہش رکھتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو اپنے اس خواب کو حقیقت کی شکل میں لانے سے روکنے کے لئے امریکہ نے پوری مسلم دنیا میں اپنے ایجنٹوں کو متحرک کر دیا ہے اور راحیل شریف کا دورہ ترکی اسی کوشش کا ایک حصہ ہے۔ لیکن امریکہ اور اس کے ایجنٹ مسلم حکمران چاہے کتنا ہی زور لگا لیں، اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان کے سازشوں اور غداریوں کو ناکام بنا دے گا اور اپنے نور کو یقیناً مکمل کرے گا اور راحیل جیسے غدار امت اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے غضب کا سامنا بھی کریں گے۔

يُرِيدُونَ أَن يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَن يُتِمَّ نُورَهُ

"وہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دینا چاہتے ہیں لیکن اللہ اپنے نور کو مکمل کیے بغیر ماننے والا نہیں" (التوبۃ: 32)

حزب التحریر کے مرکزی میڈیا آفس کے لیے لکھا گیا

شہزاد شیخ

(ولایہ پاکستان میں حزب التحریر کے ڈپٹی ترجمان)

بقیہ صفحہ نمبر 15 سے

مگر جب خریدار کوئی گاہک نہیں لا پاتا خاص کر وہ لوگ جو آخر میں آئے تو وہ دھوکہ کھا چکے ہوتے ہیں۔ وہ ایک چھوٹی سی چیز کی ایک بھاری قیمت ادا کر چکے ہوتے ہیں! دھوکہ اسلام میں حرام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: الخَدِيعَةُ فِي النَّار "دھوکہ جہنم میں لے جاتا ہے" (اس کو بخاری نے ابن ابی اوفی سے نقل کیا ہے)۔

رسول اللہ ﷺ نے خرید و فروخت میں دھوکہ کرنے والے ایک آدمی سے یہ فرمایا: إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لاَ خِلاَبَةَ "جب کوئی چیز فروخت کرو تو یہ بتاو کہ اس میں کوئی دھوکہ نہیں" (اس کو بخاری نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے)۔ خلابہ دھوکے کو کہتے ہیں۔ یہ حدیث کی منطوق (الفاظ) ہے اور اس کا مفہوم بھی یہی ہے کہ دھوکہ حرام ہے۔ یوں اس قسم کے سودے کی شریعت میں اجازت نہیں ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ کویسٹ نیٹ کمپنی کا معاملہ جیسا کہ سوالات میں واضح کیا گیا ہے خلاف شرع معاملہ ہے۔ میں اللہ سے دعا گو ہوں کہ وہ اپنے فضل و کرم سے خلافت کے قیام کی اور اسلام کے اقتصادی نظام کو نافذ کرنے کی ہمیں توفیق دے جس میں صاف ستھرے اقتصادی معاملات کو بیان کیا گیا ہے جو ریاست کے تمام شہریوں کے لیے خوشحال اور مطمئن زندگی کی ضمانت ہے۔ اللہ ہی طاقت اور حکمت والا ہے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

تمہارا بھائی عطا بن خلیل ابو الرشتہ

4 ذی القعد 1436 ہجری بمطابق 19 اگست 2015

سوالات کے جوابات:

نیٹ ورک مارکیٹنگ (network marketing) کمپنی کے ساتھ کام کرنے کا حکم

زید گ اللہ کا سوال:

ہمارے جلیل القدر شیخ! اسلام علیکم ورحمۃ اللہ، میرا سوال نیٹ ورک مارکیٹنگ کمپنی میں کام کرنے کے حوالے سے ہے، اللہ آپ پر رحم کرے اور دعوت میں آپ کی مدد کرے۔

حسیم عدنی کا سوال:

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، میرا سوال اس Q-net کمپنی کے حوالے سے ہے جو نیٹ ورک مارکیٹنگ کے ذریعے اپنی مصنوعات کو فروخت کرتی ہے۔ سیلز مین ایک نیٹ ورک میں جتنے گاہگ بناتا ہے اتنا ہی اس کا کمیشن بڑھ جاتا ہے چاہے وہ چیز کو بیچنے کے لئے سرے سے کوئی کوشش ہی نہ کرے۔ یہ تجارت اسلامی ممالک اور عرب ممالک میں عام ہو رہی ہے اس کے بارے میں آگاہ کیجئے۔ مثال کے طور پر ایک شخص جس کا نمبر 100 ہے وہ چیز فروخت کرتا ہے، پھر اس نیٹ ورک کا بنانے والا اس کا کمیشن وصول کرتا ہے جبکہ اس نے کوئی خاص کوشش نہیں کی ہوتی لیکن وہ یہ قیمت وصول کرتا ہے کیونکہ وہ اس نیٹ ورک کو بنانے والا ہے یا اس سیلز نیٹ کو بنانے والوں میں سے ایک ہے۔ برائے مہربانی اس کا جواب دیں کیونکہ اس قسم کی فروخت (سیلز) پوری مسلم دنیا، جس میں عرب دنیا بھی شامل ہے، میں تیزی سے پھیل رہی ہے۔

جواب:

آپ دونوں کو وعلیکم وسلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کے سوالات کا ایک ہی موضوع ہے اور اگرچہ آپ نے موضوع کی تفصیل نہیں بتائی، تاہم اس قسم کا کاروبار عام ہو چکا ہے۔ اس حوالے سے متعدد علاقوں سے مجھے سوالات موصول ہوئے ہیں۔ میں جنوب مشرقی ایشیا سے آنے والے بعض سوالات کا ذکر کروں گا تاکہ صورت حال واضح ہو پھر اس کے بارے میں جواب دوں گا۔

جنوب مشرقی ایشیا سے سوال:

میڈیکل پروڈکٹس کی تجارتی کمپنی اپنے خریداروں کے ساتھ مندرجہ ذیل طریقے سے لین دین کرتی ہے:

جب ایک گاہک ایک چیز خریدلیتا ہے تو اسے دو خریداروں سے کمیشن کمانے کا حق حاصل ہو جاتا ہے جن کو وہ کمپنی کے پاس لے کر آتا ہے۔ پھر جب یہ دو خریدار کمپنی کی کوئی چیز خرید لیتے ہیں تو انہیں بھی یہ حق حاصل ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے دو دو خریدار کمپنی کے پاس لے کر آئیں۔ اس کے ساتھ ہی پہلے خریدار کو ان چاروں پر اضافی کمیشن لینے کا حق بھی حاصل ہو جاتا ہے جن کو وہ دو خریدار لے کر آئے تھے جنہیں پہلا خریدار لایا تھا۔ اس طرح یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے؟

وسطی ایشیا سے سوال:

ہمارے ہاں ایک تجارتی کمپنی کویسٹ نیٹ (Quest Net) مندرجہ ذیل طریقے سے لین دین کرتی ہے:

کویسٹ نیٹ کے پاس چیزیں ہیں۔۔۔ جو بھی ان چیزوں کے لیے مارکیٹنگ کرنا چاہتا ہے تو کمپنی اس کے لیے یہ شرط رکھتی ہے کہ وہ پہلے ان چیزوں میں سے کوئی چیز خریدے۔ ان چیزوں کو خریدنے کے بعد اسے یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ دوسرے لوگوں کو بھی اس کمپنی سے چیزیں خریدنے کے لیے لا سکتا ہے اور اس کے عوض اسے کمیشن ملتا ہے۔ اگر وہ چھ لوگوں کو قائل کرلیتا ہے کہ وہ اس کمپنی سے چیزیں خرید لیں تو کمپنی اس کو کمیشن میں 250 ڈالر دیتی ہے اور یہی تسلسل جاری رہتا ہے۔ مثال کے طور پر مارکیٹنگ کرنے والا پہلا شخص دو بندوں کو قائل کرتا ہے اور وہ کمپنی کی کوئی چیز خرید لیتے ہیں، جس کے بعد یہ دو خریدار مزید دو دو خریدار لاتے ہیں اور اس طرح کل چھ خریدار ہو جاتے ہیں۔ اب پہلے خریدار کو 250 ڈالر ملتے ہیں جبکہ دوسرے دو خریداروں کو کچھ نہیں ملتا جب تک ان میں سے ہر ایک چھ خریدار اور نہ لے آئے اور پھر ان دونوں کو بھی 250 ڈالر ملتے ہیں جبکہ پہلے والے خریدار کو 500 ڈالر ملتے ہیں کیونکہ یہ سب اسی کے پیروکار ہوتے ہیں۔ یہ تب ہوتا ہے کہ اگر خریدار کو کمپنی کی چیزوں کی مارکیٹنگ کرکے کمیشن کمانے میں دلچسپی ہو۔ یہی ان چیزوں کو خریدنے کا محرک ہے یعنی کمانے کی توقع۔ اسے اس کمپنی کی چیزوں میں کوئی دلچسپی نہیں ہوتی کیونکہ ان چیزوں کی اصل قیمت کمپنی کی طرف سے مقرر کی گئی قیمت کے دسویں حصے کے برابر بھی نہیں ہوتی۔

لیکن اگر چیز خریدنے والا اس چیز کی مارکیٹنگ میں کامیاب نہیں ہوتا یعنی وہ دو خریدار لانے میں کامیاب نہیں ہوتا تو اس کے ہاتھ میں وہی ایک چیز آتی ہے جو اس نے انتہائی مہنگے داموں خریدی ہوتی ہے اور اسے کمپنی سے کوئی رقم بھی نہیں ملتی۔ اس کے نتیجے میں وہ خریدار جو دوسرے گاہک نہیں لا سکتے یا خریداروں کی قطار میں آخر میں آتے ہیں وہ نقصان میں رہتے ہیں۔ ہمارے خطے وسطی ایشیا میں یہ عام ہو رہا ہے۔ کیا یہ کام جائز ہے؟

مارکیٹنگ کرنے والے کی جانب سے لائے جانے والے گاہکوں کی تعداد کے مختلف ہونے کے باوجود، جنوبی مشرقی ایشیا اور وسطی ایشیا کے سوالات ایک ہی مسئلے سے متعلق ہیں ۔ یقیناً یہی آپ دونوں کے سوالات کی حقیقت بھی ہے اور ان کا جواب ایک ہی ہے اور چونکہ وسطی ایشیا کا سوال زیادہ جامع ہے اس لیے جواب دیتے ہوئے اسی کو سامنے رکھوں گا۔

"کویسٹ نیٹ" کمپنی کی حقیقت جاننے اور لین دین میں ان کے اسلوب کے اختلاف کے باوجود یہ ایک ہی نظریہ ہے، وہ یہ کہ کمپنی مارکیٹنگ کرنے والوں کے ساتھ جو خریدار "گاہک" لاتے ہیں لین دین کرتی اور متعین شرائط کے مطابق ان کو کمیشن دیتی ہے، یعنی وہ کمپنی کے پاس کمیشن والے ایجنٹ ہیں جو کمپنی کے لیے گاہک لاتے ہیں اور اس کا کمیشن لیتے ہیں۔۔۔ اس پر غور کرنے سے یہ واضح ہو جاتا ہے:

پہلا:

اس قسم کی کمپنیاں اس نیٹ ورک مارکیٹنگ کے ذریعے متعدد اشیاء میں لین دین کرتی ہیں اور یہ کمپنیاں اپنی مارکیٹنگ کرنے والوں کے لیے یہ شرط رکھتی ہیں کہ وہ خود بھی ان چیزوں میں سے کوئی چیز خریدیں۔ اس کے بعد ہی اس کو دوسرے گاہک لانے کا حق حاصل ہوتا ہے اور اس کے بدلے اس کو کمیشن ملتا ہے "یعنی وہ کمپنی کا ایجنٹ ہوتا ہے اور کمیشن لے کر اس کے لیے گاہک لاتا ہے"۔ وسطی ایشیا کے سوال کے مطابق جب تک وہ 6 گاہک نہیں لائے گا اس کو کمیشن نہیں ملے گا اور دوسرے سوال میں 2 گاہک لانے پر ملے گا۔ یعنی اس غرض کے لیے کمپنی کے مخصوص پروگرام کے مطابق۔

دوسرے لفظوں میں پہلا خریدار ان دو یا چھ گاہکوں پر کمیشن لے گا جو وہ لایا جس میں ان مزید 4 کا کمیشن بھی ہوگا جن کو پہلے دو گاہک لائے یعنی پہلے شخص کو اب چھ کا کمیشن ملے گا۔ مارکیٹنگ کا یہ عمل "ایجنٹ بنانا" اسی طرح جاری رہے گا۔

دوسرا:

لین دین کی یہ قسم شرع کے خلاف ہے اس کی تفصیل اس طرح سے ہے:

1۔ کمپنی "مارکیٹنگ" کرنے والے کے لیے اپنی کسی چیز کو خریدنے کی شرط عائد کرتی ہے تب ہی اس کو کمپنی کا ایجنٹ بننے اور کمیشن لینے کا حق حاصل ہوتا ہے، یعنی وہ گاہک لا کر ان پر کمیشن لے سکتا ہے، چاہے یہ کمیشن چھ گاہک لانے کے بعد ملے یا دو لانے کے بعد ۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ خریداری کا عقد (معاہدہ) اور ایجنٹ بننے کا عقد، دو عقود ہیں جن کو ایک ہی عقد میں یکجا کیا گیا ہے، یا دو سودے ہیں جن کو ایک ہی سودا بنایا گیا ہے کیونکہ یہ دونوں ایک دوسرے سے مشروط ہیں۔ یہ عمل حرام ہے۔ حدیث ہے کہ: نَهَى رَسُولُ اللهِ عَنْ صَفْقَتَيْنِ فِي صَفْقَةٍ وَاحِدَةٍ "رسول اللہ ﷺ نے دو سودوں کو ایک میں یکجا کرنے سے منع کیا ہے" (اس کو احمد نے عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود سے ان کے والد کے حوالے سے نقل کیا ہے)۔ یہ گویا یوں ہے کہ میں کہوں: اگر تم نے مجھے بیچ دیا تو میں تم سے کرائے پر لوں گا یا تمہارے لیے ایجنٹ بنوں گا یا تم سے خریدوں گا وغیرہ۔ واضح بات ہے کہ سوال کے مطابق صورت حال ایسی ہی ہے، ایک ہی عقد میں فروخت اور ایجنٹ بننا دونوں شامل ہیں، یعنی ایجنٹ کا کام کرنے کے لیے کمپنی سے خریدنا شرط ہے کیونکہ کمیشن کے لیے مارکیٹنگ وہی کر سکتے ہیں جو کمپنی کی چیز خریدلیں۔

2۔ ایجنٹی فروخت کرنے والے اور جو گاہک لا رہا ہے کے درمیان عقد ہے۔ اس عقد میں ایجنٹی کا کمیشن اسی شخص کو ملتا ہے جو پہلے دو گاہک لایا تھا پھر یہ دونوں مزید جو گاہک لائے تھے اس کا کمیشن بھی اسی کو ملتا ہے جبکہ یہ ایجنٹی کے عقد کے خلاف ہے۔

3۔ کمپنی سے خریدنے کی قیمت میں بھی انتہائی زیادتی ہے، یعنی خریدنے والے کو اس کا علم بھی ہوتا ہے مگر ان "پیچیدہ" اسالیب کے نتیجے میں معاملہ دھوکے سے خالی نہیں جن کو کمپنی اپنے کاروبار کی ترویج کے لیے استعمال کرتی ہے اور خریدار کو کمپنی کی چیز کی بھاری قیمت ادا کرنے پر تیار کرتی ہے جو کہ حقیقی قیمت سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ یہ سب کچھ کمپنی کی جانب سے خریدار کو سبز باغ دکھانے کی وجہ سے ہوتا ہے کیونکہ اس کو یہ بتایا جاتا ہے کہ اس چیز کو خریدنے سے اس کو کمپنی کی مصنوعات کی مارکیٹنگ کر کے کمیشن کمانے کا موقع ملے گا جو اس کے لائے ہوئے گاہکوں اور اُن گاہکوں کے لائے ہوئے گاہکوں پر ملے گا۔

بقیہ صفحہ نمبر 13

سوال وجواب: رہائشی زمین پر خراج نہیں

بدر الاجراب کے لیے

سوال:

ہمارے عزیز عالم جناب عطاء ابن خلیل ابو الرشتہ

اسلام وعلیکم ورحمت اللہ وبراکتہ

کتاب "اسلام کا معاشی نظام" کے صفحہ 129 (عربی) میں لکھاہے:

"جہاں تک زمین پر خراج کا تعلق ہے تو ریاست زمین کے مالک سے اسے مخصوص رقم کے طور پر وصول کرتی ہے جس کا اندازہ عموماً زمین کے تخمینہ پیداوار سے لگایا جاتا ہے نہ کہ اصل پیداوار سے۔ زمین پر یہ تخمینہ اس کی زرخیزی کے حساب سے لگایا جاتا ہے تاکہ زمین کے مالک یا پھر بیت المال کے ساتھ کوئی ناانصافی نہ ہو۔ خراج زمین کے مالک سے ہر سال لیا جاتا ہے خواہ زمین کاشت ہو رہی ہو یا ہو یا نہیں اور خواہ اس میں فصل بوئی گئی ہو یا نہیں۔"

میرا سوال یہ ہے کہ، کیا خراج ایسی زمین سے ساقط ہو جاتا ہے جس پر عمارت تعمیر کر دی جائے یا پھر بھی مالک پر خراج لازم ہے اس سے قطع نظر کہ زمین زرعی ہے یا نہیں؟

اللہ آپ پر اپنی رحمت فرمائے اور آپ کو کامیابی عطا فرمائے اور آپ کے طفیل ہمیں فتحیاب کرے۔

جواب:

وعلیکم اسلام ورحمۃ اللہ

ذیل میں، پہلے میں کچھ متعلقہ معاملات کا ذکر کر دوں،

۱۔ خراجی زمین کا مطلب یہ ہے کہ مالک اس کے نفع کا مالک ہے نہ کہ زمین کے رقبے کا اور مالک اس پر خراج دیتا ہے۔ عشری زمین کی طرح اس میں بھی وراثت ہوتی ہے۔ لیکن جو چیز خراجی زمین میں وراثت بنتی ہے وہ اس کا مستقل نفع ہے نہ کہ اس کا رقبہ، کیونکہ یہ تمام مسلمانوں کی ملکیت ہے۔ جہاں تک اس کے منافع کا تعلق ہے تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے زمین کے مالکوں کو اجازت دی کہ وہ اس کے مستقل منافع کے ابد (ہمیشہ) تک مالک رہیں۔ اس سے حاصل ہونے والا منافع ملکیت کے لیے بھی قابل ہے اور وراثت کے لیے بھی اور منافع کے مالک کو اسے ہر قسم کے مصرف پر خرچ کرنے کا حق حاصل ہے جیسے خرید و فروخت، گروی رکھنا، تحفے میں دینا، وراثت میں دینا یا کسی اور مصرف پر۔

۲۔ زمین پر عائد ادائیگی زمین کے مالکین کی قسم اور ان کی تبدیلی سے قطع نظر ہو کر آخری دہر (ہمیشہ) تک رہے گی، کیونکہ بزور طاقت اس کے فتح ہونے کی حقیقت قیامت تک تبدیل نہیں ہو گی، اور اس کے منافع کی ملکیت کی کافر سے مسلمان کو منتقلی اس کے درجہ کو تبدیل نہیں کرتی اور یہ بھی کہ یہ منتقلی واجب الادا خراج کی رقم کو بھی تبدیل نہیں کر سکتی کیونکہ خراج کا تعلق مفتوحہ زمین سے ہے، جس کو اس کے باشندوں کے پاس ہی رہنے دیا جائے اور ملکیت سے تعلق نہیں رکھتی۔

۳۔ جس شخص کے پاس زمین کے منافع کی ملکیت ہے، اس کے پاس منافع کو بیچنے کا حق بھی محفوظ ہے، اور اس کی قیمت لینے کا بھی، کیونکہ یہ منافع بیچا جاتا ہے اور اس کی قیمت ہوتی ہے، اور کسی شخص کو بھی اس منافع کو ان کے مالک سے لینے کا حق حاصل نہیں، مسلمانوں کے خلیفہ تک کو بھی نہیں۔

ابو یوسف کہتے ہیں "امام جس زمین کو بھی قوت سے فتح کرے اور اسے تقسیم نہ کرے، اور اسے لوگوں کے ہاتھوں میں رہنے کی اجازت میں بھلائی دیکھے جیسے سواد کی زمین کے بارے میں عمر بن الخطاب نے کیا، تو وہ ایسا کر سکتا ہے۔ یہ خراجی زمین ہے اور اس کو اسے لوگوں سے واپس لینے کا کوئی حق حاصل نہیں جب کہ یہ لوگوں کی ہو جائے۔ یہ اب ان لوگوں کی زمین ہے، وہ اسے وراثت میں حاصل کرتے ہیں اور اسے بیچ سکتے ہیں اور اس کا خراج ادا کرتے ہیں"۔

اسی لیے اگر ریاست کو خراجی زمین اس کے مالکوں سے مسلمانوں کی شدید ضرورت کے لیے لینی پڑ جائے تو اسے زمین کے مالک کو زمین کی منافع کی قیمت دینی ہو گی نہ کہ زمین کے "رقبے" کی قیمت کیونکہ خراجی زمین کا مالک اس کے منافع کا مالک ہوتا ہے نہ کہ زمین کے "رقبے" کا، کیونکہ زمین کا رقبہ مسلمانوں کی ملکیت ہے۔

لہٰذا ریاست کو اس چیز کی قیمت دینی ہو گی جو اس شخص کی ملکیت ہو، جو منافع ہے خواہ کتنا ہی زیادہ یا کم ہو اور صرف ان عمارتوں اور درختوں کی قیمت ادا کرنے تک محدود نہیں ہو گی جو اس پر تعمیر کی گئیں ہیں کیونکہ یہ تو اس کی حقِ ملکیت کو غصب کرنا ہے وہ عمارت سے لے کر درخت تک، زمین پر تعمیر کی گئی ہر چیز کا مالک ہے اور اس کی پیداواری صلاحیت کا اور اس کے مستقل فوائد کا۔ لہٰذا ان سب کی قیمتوں کا تخمینہ لگانا ضروری ہے خصوصاً اس لیے کہ زمین کے مالک نے اسے دسیوں ہزار میں خریدا ہے، جبکہ اس پر عمارت اور درختوں کی قیمت دسیوں سینکڑے میں ہے صرف تعمیرات اور درختوں کی قیمت کی ادائیگی تو مالک سے ناانصافی ہے اور اس کے حقوق کا استحصال ہے۔ اگر ریاست جملہ منافع کی قیمت ادا نہیں کرتی تو یہ غاصبانہ طرزِ عمل ہو گا۔ یہ اسی طرح ہے کہ منافع میں سے کسی بھی منافع کی فروخت کے وقت اس کی پوری قیمت کی ادائیگی ضروری ہے۔

۴۔ یہ اس وقت کا معاملہ ہے جب خراجی زمین زرعی مقصد کے لیے ہو، جہاں تک مفتوحہ زمین میں رہائشی زمین کا تعلق ہے تو اس کا حکم زرعی زمین سے مختلف ہے۔ رہائشی زمین پر کوئی خراج نہیں ہے اور اس کی دونوں چیزیں یعنی منفعت اور زمین کا رقبہ اس شخص کی ملکیت ہیں اور یہ صحابہ کے اجماع سے ثابت ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر20

مسلمانوں کا مردِ آہن صرف خلیفہِ راشد ہوتا ہے جو اسلام کی بنیاد پر حکمرانی کرے گا چاہے کفار کو کتنا ہی ناگوار گزرے

بسم الله الرحمن الرحيم

اے پاکستان کے مسلمانو!

رسول اللہ ﷺ نے خبردار کیا، لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ "مومن ایک ہی سوراخ سے دوبار ڈسا نہیں جاتا"(بخاری ومسلم)۔ لیکن ہم پاکستان میں کئی بار ان قائدین سے ڈسے جاچکے ہیں جو خود کو ہمارے سامنے راست باز، وفادار، صاحبِ بصیرت اور مردِ آہن کے طور پر پیش کرتے آئے ہیں۔ لیکن ہر بار ان کی حمایت میں ہماری کوششیں ضائع ہوئیں، ان سے وابستہ امیدیں پاش پاش ہوئیں اور ہم جمود کی حالت میں یہی آہ وزاری کرتے رہے کہ قیادت کا خلاء موجود ہے اور مخلص قیادت کا فقدان ہے۔

اور اسی صورتحال کا سامنا کرتے کرتے پھر سے ہمارے سامنے ایک مردِ آہن کو پیش کر دیا جاتا ہے، چاہے وہ عدلیہ سے ہو یا سیاستدانوں میں سے یا پھر مسلح افواج میں سے۔ ایسے مردِ آہن کی ایک لمبی فہرست ہمارے سامنے ہے جنہوں نے ماضی میں ہمیں مایوس کیا جیسا کہ ایوب خان، ذوالفقار علی بھٹو، ضیاء الحق، پرویز مشرف، افتخار چوہدری اور اشفاق پرویز کیانی۔ اور اس فہرست میں تسلسل کے ساتھ نئے نام شامل کئے جا رہے ہیں جیسا کہ عمران خان اور راحیل شریف جو آج نہیں تو کل پھر مایوسی کا سبب بنیں گے۔

اے پاکستان کے مسلمانو!

ہمارے بار بار ڈسے جانے کی وجہ یہ ہے کہ ہم ایسے لوگوں میں قوت اور وفاداری تلاش کرتے رہے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی وحی یعنی قرآن وسنت سے ہٹ کر حکمرانی کی تائید کرتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ قوی اور صاحبِ بصیرت مسلمان حاکم وہ ہوتا ہے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے اور آخرت کی زندگی میں کامیابی کو اپنا نصب العین بناتا ہے، جبکہ کمزور اور نااہل حکمران وہ ہوتا ہے جو اپنی خواہشات کی پیروی کرتا ہے لیکن جنت میں داخلے کی لاحاصل امید رکھتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، الْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ، وَالْعَاجِزُ مَنْ أَتْبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا وَتَمَنَّى عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ "عقلمند وہ ہے جو اپنے آپ کو منظم کرتا ہے اور موت کے بعد کی زندگی کے لئے تیاری کرتا ہے اور کمزور وہ ہے جو اپنی خواہشات کی پیروی کرے اور اللہ سے فضول امید لگا لے"(ترمذی، ابن ماجہ)۔ ہمیں جس مردِ آہن کی ضرورت ہے وہ اسلام اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اطاعت کرنے میں مضبوط ہوگا جیسا کہ عمر نہ کہ ایسا قائد جو ابو جہل کی طرح کفر اور اللہ سبحانہُ وتعالیٰ کی نافرمانی کرنے میں مضبوط ہو ۔

وہ تمام قیادتیں جنہوں نے ہمیں مایوس کیا انہوں نے خود اپنی زبانوں سے اقرار کیا کہ وہ جمہوریت کی حامی ہیں، وہ نظام جہاں قوانین اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے اوامر و نواہی کے مطابق نہیں بلکہ انسانوں کی مرضی اور خواہشات کے مطابق بنتے ہیں۔ ہم کیسے کسی بھی ایسے شخص سے خیر کی توقع کر سکتے ہیں جو جمہوریت کی دعوت دیتا ہو جبکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں، وَأَنِ احْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ أَن يَفْتِنُوكَ عَن بَعْضِ مَا أَنزَلَ اللَّهُ إِلَيْكَ "اور یہ کہ (آپ ﷺ) ان کے درمیان اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ (احکامات) کے مطابق فیصلہ کریں اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کریں اور ان سے محتاط رہیں کہ کہیں یہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ بعض (احکامات) کے بارے میں آپ ﷺ کو فتنے میں نہ ڈال دیں"(المائدہ:49)۔

تو اے مسلمانو! تم ایسی قیادتوں سے کیسے امیدیں وابستہ کر سکتے ہو؟

ہم کیسے کسی بھی ایسے شخص سے خیر کی توقع کر سکتے ہیں جو مسلسل ہمارے دشمنوں کے حکومتی اہلکاروں اور عہدیداروں سے ملاقاتیں کرتا ہو، ہمارے راز اُن پر افشاں کرتا ہو اور ان ہی سے رہنمائی کا طلبگار ہو اور مسلم علاقوں جیسا کہ افغانستان، یمن، عراق اور شام میں مغرب کی فوجی و معاشی مداخلت کا حامی ہو جبکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں: إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلَى إِخْرَاجِكُمْ أَن تَوَلَّوْهُمْ وَمَن يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ "اللہ ان ہی لوگوں کے ساتھ تم کو دوستی کرنے سے منع کرتا ہے جنہوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی کی اور تم کو تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالنے میں اوروں کی مدد کی۔ تو جو لوگ ایسوں سے دوستی کریں گے وہی ظالم ہیں"(الممتحنہ:9)۔

تو اے مسلمانو! تم ایسی قیادتوں سے کیسے امیدیں وابستہ کر سکتے ہو؟

ہم کیسے کسی بھی ایسے شخص سے خیر کی توقع کر سکتے ہیں جو ہمارے توانائی کے وسائل کی نجکاری یقینی بنائے جبکہ اسلام نے اسے عوامی ملکیت قرار دیا ہے، جو ان ضرورت مندوں پر ٹیکس کا کڑا بوجھ ڈالے جن پر

ٹیکس عائد کرنے کی شریعت نے ممانعت کی ہے، جو سود پر غیر ملکی قرضے لیتا ہو اور دیگر کئی طریقوں سے دولت کو چند ہاتھوں میں مرتکز اور باقی پورے معاشرے کو اس سے محروم کرتا ہو جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: الْمُسْلِمُونَ شُرَكَاءُ فِي ثَلَاثٍ الْمَاءِ وَالْكَلَإِ وَالنَّار "مسلمان تین چیزوں میں شراکت دار ہیں: پانی، چراگاہیں اور آگ (توانائی)" (احمد)؟ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ صَاحِبُ مَكْسٍ "غیر شرعی ٹیکسوں کو وصول کرنے والا جنت میں داخل نہ ہو سکے گا (احمد)؟ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ فرمایا کہ وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا "اللہ نے تجارت کو حلال کیا اور سود کو حرام" (البقرۃ: 275) اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ "تاکہ تمہارے دولت مندوں کے ہاتھ میں ہی یہ مال گردش کرتا نہ رہ جائے" (الحشر: 7)۔

تو اے مسلمانو! تم ایسی قیادتوں سے کیسے امیدیں وابستہ کر سکتے ہو؟

ہم کیسے کسی بھی ایسے شخص سے خیر کی توقع کر سکتے ہیں جو اپنی زبان سے ہمیں جمہوریت کے گناہ میں شریک ہونے کی دعوت دیتا ہو جبکہ اسی وقت اُس کے ہاتھ خلافت کے داعیوں، حزب التحریر کے شباب، کو گرفتار کرنے، انہیں مقدموں کی سماعت کے بغیر ہی قید خانوں میں ڈالنے میں مصروف ہوں۔ حزب التحریر کے وہ شباب جن میں ڈاکٹر بھی شامل ہیں اور انجینئر بھی، امراضِ قلب کے عارضہ میں مبتلا بھی اور وہ بھی جن کی آنتوں سے خون رستا ہے جبکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ حدیث قدسی میں فرماتے ہیں :، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ قَالَ مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس کسی نے میرے دوست کو نقصان پہنچایا میں اس کے خلاف اعلانِ جنگ کر دوں گا" (بخاری)۔

تو اے مسلمانو! تم ایسی قیادتوں سے کیسے امیدیں وابستہ کر سکتے ہو؟ کیسے؟ کیسے؟

اے پاکستان کے مسلمانو!

اس مایوسی سے جان چھڑوانا بالکل ممکن ہے، اگر ہم صحیح سمت میں نگاہ ڈالیں، اُن لوگوں کی طرف جو آخرت کی زندگی میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے اسلام کے نفاذ کی دعوت دے رہے ہیں۔ لہذا حزب التحریر کے یہ شباب آپ کو پکارتے ہیں کہ آپ ان کی صفوں میں شامل ہو کر اس پاک سرزمینِ پاکستان میں خلافت کے قیام کے لئے جدوجہد کریں۔ حزب التحریر کے شباب آپ کو پکارتے ہیں کہ حزب التحریر کی ثقافت کا مطالعہ کریں جو جلد ہی قائم ہونے والی خلافت کی مکمل تصویر کشی کرتی ہے تاکہ آپ روشن مینار کی مانند عوام اور حکمرانوں کے لئے چراغِ راہ بن سکیں۔ حزب التحریر کے شباب آپ کے سامنے ریاستِ اسلامی کے مجوزہ دستور کو پیش کرتے ہیں جو 191 دفعات پر مشتمل ہے جس میں قرآن وسنت کے وہ دلائل بھی درج ہیں جن سے یہ دفعات اخذ کی گئی ہیں۔ اور حزب کے شباب آپ کی ہمت افزائی کرتے ہیں کہ آپ بہادری سے، ان کے شانہ بہ شانہ، ایک سیسہ پلائی دیوار کی مانندان ظالموں کے خلاف کھڑے ہو جائیں جنہوں نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ اور ایمان والوں سے غداری کی ہے اور ایسا کرتے ہوئے سوائے اللہ کے کسی سے نہ ڈریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: أَلَا لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدَكُمْ رَهْبَةُ النَّاسِ أَنْ يَقُولَ بِحَقٍّ إِذَا رَآهُ أَوْ شَهِدَهُ فَإِنَّهُ لَا يُقَرِّبُ مِنْ أَجَلٍ وَلَا يُبَاعِدُ مِنْ رِزْقٍ " حق بات کو بیان کرتے ہوئے لوگوں کا خوف مت کرو کیونکہ حق بات بیان کرنے سے نہ تو تمہاری زندگی میں کوئی کمی آئے گی اور نہ ہی رزق میں کوئی نقصان ہو گا" (احمد)۔

اے افواج پاکستان کے افسران!

حزب التحریر کے امیر، مشہور فقیہ اور سیاست دان، شیخ عطا بن خلیل ابو الرَشتہ کے الفاظ "حزب التحریر کی طرف سے اہل قوت کی جانب قبل الآخر پکار" کی صورت میں آپ تک پہنچ چکے ہیں، جس میں خلافت کے قیام کے لئے آپ سے نصرۃ طلب کی گئی ہے۔ یہ پیغام اِس حد تک پہنچ چکا ہے کہ غداروں نے اُن لوگوں کو ڈرایا دھمکایا جنہوں نے اس کو سنا یا دیکھا ہے۔ یہ پیغام اس حد تک آپ کے پاس پہنچ چکا ہے کہ جابروں نے اپنے بدمعاش غنڈوں کو کھلا چھوڑ دیا ہے کہ اُن لوگوں کا تعاقب اور شکار کریں جو اسلام اور خلافت کی حمایت کرتے ہیں۔ آپ تک پیغام پہنچ چکا ہے اور خلافت کا کاروان چلنے کے لئے تیار ہے، تو کیا آپ ان لوگوں میں سے ہیں جو خلافت کے قیام کے لئے نصرۃ فراہم کریں گے یا ان لوگوں میں سے جو اس کے قیام کے بعد مدد کو آئیں گے؟

لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا مِن بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ

"تم میں سے جن لوگوں نے فتح سے پہلے فی سبیل اللہ دیا ہے اور قتال کیا ہے وہ (دوسروں کے) برابر نہیں بلکہ ان سے بہت بڑے درجے کے ہیں جنہوں نے فتح کے بعد خیراتیں دیں اور جہاد کیا۔ ہاں بھلائی کا وعدہ تو اللہ تعالیٰ کا ان سب سے ہے اور جو کچھ تم کر رہے ہو اس سے اللہ خبردار ہے" (الحدید: 10)

21 اگست 2015 **حزب التحریر**

6 ذی القعد 1436 ہجری **ولایہ پاکستان**

غدار حکمرانوں کو مسترد کرو جو طاقت کے ذریعے اسلام کی آوازوں کو کچل رہے ہیں

پاکستان کے موجودہ حکمرانوں کی جانب سے کی جانے والی ایک بڑی غدّاری، "نیشنل ایکشن پلان"، اب پوری طرح بے نقاب ہو چکی ہے جو کہ در حقیقت اسلام اور مسلمانوں کو کچلنے کا امریکی منصوبہ ہے۔ اس پلان کے دیوانہ وار نفاذ سے اِس کی حقیقت کھل کر سامنے آگئی ہے جہاں حکومت نے ہنگامی بنیادوں پر جیلوں کو ان سیاستدانوں اور علماء سے بھرنے کی کوشش کی جو اسلام کو ایک مکمل ضابطہ حیات، اقتدار اور ریاست کی صورت میں نافذ کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ نچلے درجے کے جرائم پیشہ اور فرقہ واریت میں ملوث افراد اور گروہوں کے خلاف آپریشن کو پردے کے طور پر استعمال کرتے ہوئے حکومت نے مخلص اور باشعور مسلمانوں کے گھروں اور دفاتر کے تقدس کو پامال کیا اور انجینئرز، ڈاکٹرز، اساتذہ، بوڑھے، شدید بیمار یہاں تک کہ اس خاتون کو بھی گرفتار کیا جس کی گود میں اُن کا بچہ تھا۔

نیشنل ایکشن پلان کے شر سے الیکٹرونک اور پرنٹ میڈیا بھی محفوظ نہیں رہا جہاں حکومت اسلام کے سیاسی اظہار کو روکنے کے لئے صحافیوں کو ریاستی قوت استعمال کرنے کی دھمکیاں دے رہی ہے۔ نیشنل ایکشن پلان نے عدلیہ کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا اور ججوں پر شدید دباؤ ڈالا جا رہا ہے کہ وہ اُن مخلص مسلمانوں کو رہا نہ کریں جو اُس ملک میں اسلام کی دعوت دیتے ہیں جو اسلام کے نام پر بنا تھا اور جس کے معزز اور زندہ دل لوگ ایک ہزار سال سے اسلام سے جڑے ہوئے ہیں۔

حکومت، باقی تمام اہم پالیسیوں کی طرح، اس نیشنل ایکشن پلان میں بھی، امریکی احکامات کی اندھی پیروی کر رہی ہے اور اِس حقیقت کو جھٹلانے کے لئے سفید جھوٹ بول رہی ہے۔ ایک ایسے وقت میں جب خلافت کا قیام کسی بھی وقت ہوا چاہتا ہے، امریکہ پاگلوں کی طرح اسلام کی ایک سیاسی قوت کے طور پر واپسی کو روکنے کی کوشش میں پوری مسلم دنیا میں تیونس سے لے کر بنگلادیش تک اپنے ایجنٹوں کو حرکت میں لے آیا ہے تاکہ وہ مسلمانوں کو طاقت کے ذریعے کچل دیں۔ آج امریکہ کی توجہ کا مرکز اس امر کو یقینی بنانا ہے کہ اسلام کسی بھی صورت مسلم دنیا کا نقطہ نظر اور مقیاس نہ بننے پائے۔

خاص طور پر پاکستان کے حوالے سے 13 جنوری 2015 کو امریکہ اور پاکستان کے اسٹریٹیجک مذاکرات کے مشترکہ اعلامیہ کے متعلق امریکی دفتر خارجہ نے اس بات پر زور دیا کہ "عسکریت اور متشدد انتہاپسندی کے خلاف متبادل تصورات کی تیاری کے لئے بہترین ضابطہ عمل کا تبادلہ کیا جانا چاہئے"۔ امریکی حکام اور منتخب نمائندے مسلسل "نفرت انگیز تقاریر"، "اسلام ازم" اور "انتہاپسندی" کی اصلاحات کو پردے کے طور پر استعمال کر کے راحیل-نواز حکومت کی اہم شخصیات کو یہ ہدایت دیتے رہتے ہیں کہ وہ اسلام اور اس کے سیاسی اظہار کو روکیں۔ امریکی انٹیلی جنس خاص طور پر چند مخصوص تصورات کے متعلق پریشان ہے جیسا کہ جمہوریت سمیت انسانوں کے بنائے ہوئے نظاموں کو مسترد کرنا، غلبہ اسلام کا تصور، مقبوضہ مسلم علاقوں کی آزادی، مسلم علاقوں کو یکجا کرنا اور خلافت کی واپسی کا تصور۔ اور امریکہ نے پاکستان میں موجود اپنے ایجنٹوں کو ہماری عدلیہ، میڈیا، تعلیم اور سیکیورٹی اداروں میں "اصلاحات" کرنے کے لئے کروڑوں ڈالرز فراہم کیے ہیں تاکہ پاکستان میں خلافتِ راشدہ کی واپسی کو روکنے کے لئے اِسے طاقت پر مبنی ریاست یعنی ایک "پولیس سٹیٹ" میں تبدیل کر دیا جائے۔ اے پاکستان کے مسلمانو! ہم موجودہ حکمرانوں کے امریکہ سے اتحاد پر کیسے خاموش رہ سکتے ہیں جبکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتے ہیں، إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلَى إِخْرَاجِكُمْ أَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ " اللہ تمہیں انہی لوگوں سے دوستی کرنے سے روکتا ہے جنہوں نے تم سے دین کے بارے لڑائی لڑی اور تمہیں تمہارے علاقوں سے نکالا اور نکالنے والوں کی مدد کی۔ جو لوگ ایسے کفار سے دوستی کریں گے وہی ظالم ہیں"(الممتحنہ:09)؟ استعماری طاقتوں کی جانب سے ہمارے وسائل کے استحصال پر ہم کیسے خاموش رہ سکتے ہیں جبکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتے ہیں، مَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَلاَ الْمُشْرِكِينَ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ " جو لوگ کافر ہیں، اہل کتاب یا مشرک، وہ اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ تم پر تمہارے رب کی طرف سے خیر و برکت نازل ہو۔ اور اللہ تو جس کو چاہتا ہے، اپنی رحمت کے ساتھ خاص کر لیتا ہے اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے "(البقرۃ:105)؟ ہم کیسے مسلم علاقوں کو آزاد کرانے کی افواج پر عائد ذمہ داری کے پورا نہ ہونے پر خاموش رہ سکتے ہیں جیسا کہ افغانستان، کشمیر، اور فلسطین کے علاقے، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ، ما ترك قوم الجهاد إلاّ ذُلّوا "وہ قوم ذلیل ہو جائے گی جس نے جہاد کو ترک کیا"(احمد)؟ ہم کیسے اپنے اس مطالبے پر خاموشی اختیار کر لیں کہ ظلم و جبر کی حکمرانی کا خاتمہ ہو اور خلافت راشدہ ایک بار پھر قائم ہو جبکہ محسن انسانیت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ، ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةً عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ "پھر جبر کی حکمرانی ہو گی اور وہ اس وقت تک رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر اللہ اسے ختم کر دے گا جب وہ چاہے گا۔ پھر اس کے بعد نبوت کے طریقے پر خلافت ہو گی" اور اس کے بعد آپ ﷺ خاموش ہو گئے۔(احمد)؟

اور اے پاکستان کے مسلمانو، ہم کیسے خاموش رہ سکتے ہیں جبکہ ظالم حکمرانوں کے خلاف کلمہ حق بلند کرنے پر بہت عظیم اجر رکھا گیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ، أَفْضَلَ الْجِهَادِ كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ "ظالم حکمران کے سامنے کلمہ حق کہنا افضل ترین جہاد

ہے" (نسائی)۔ بلاشبہ، مسلمان وہ ہے کہ جب وہ ظلم وجبر کا سامنا کرتا ہے تو استقامت کا پہاڑ بن جاتا ہے نہ کہ اس کے سامنے جھک جاتا ہے بالکل ویسے ہی جیسے فولاد بھٹی میں دہک کر مزید مضبوط بن جاتا ہے۔

ہم پر لازم ہے کہ ہم ایجنٹ حکمرانوں کو مسترد کردیں جو ہمارے مستقبل کو ذلت و رسوائی، دشمنوں کی غلامی اور استحصال کی دلدل میں دھکیل رہے ہیں۔ ہم پر لازم ہے کہ ہم سیاسی وفوجی قیادت میں موجود غداروں کے خلاف کلمہ حق بلند کریں جو اسلام کو ہمارا سیاسی مستقبل بننے سے روک رہے ہیں یعنی رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر چلتے ہوئے ہوئے خلافت راشدہ کے قیام میں رکاوٹ ڈال رہے ہیں۔ حزب التحریر کے شباب ہمارے درمیان موجود ہیں اور حق کی اس جدوجہد میں اگلی صفوں میں کھڑے ہیں، تو آیئے، سوائے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے، ہر کسی کے خوف کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ان کے ساتھ شامل ہوجائیں اور اس کلمہ حق میں اپنی آوازوں کو شامل کردیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایاکہ، أَلَا لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدَكُمْ رَهْبَةُ النَّاسِ أَنْ يَقُولَ بِحَقٍّ إِذَا رَآهُ أَوْ شَهِدَهُ فَإِنَّهُ لَا يُقَرِّبُ مِنْ أَجَلٍ وَلَا يُبَاعِدُ مِنْ رِزْقٍ "تم جب بھی منکر دیکھو، تو لوگوں کا خوف تمہیں حق بات کہنے سے نہ روکے، کیونکہ یہ (حق بات کہنا) نہ تو تمہاری زندگی کو کم کرتا ہے اور نہ ہی تمہارے رزق میں کچھ کمی لاتا ہے" (احمد)۔

اے افواج پاکستان کے افسران!

سیاسی وفوجی قیادت میں موجود غدار طاقت کے بل بوتے پر ہماری اسلام کی آوازوں کا گلا گھونٹ رہے ہیں، وہ آوازیں جو آپ سے یہ مطالبہ کرتی ہیں کہ اسلام کو اقتدار اور ریاست کی شکل میں دوبارہ نافذ کرنے کے لئے اپنا کردار ادا کریں۔ آپ نے اس جبر کا مشاہدہ مشرف کے دور میں کیا لیکن آپ حرکت میں نہیں آئے جبکہ آج آپ اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔ پھر آپ نے دوبارہ ریاست کی قوت کے اس غلط استعمال کا مشاہدہ کیانی کے دور میں کیا لیکن آپ حرکت میں نہیں آئے جبکہ اب آپ اس سے نفرت کرتے ہیں۔ ایک بار پھر آپ اسلام کی پکار کو کچلنے کے لئے قوت کے استعمال کا مشاہدہ راحیل کے دور میں کر رہے ہیں لیکن آپ اب تک حرکت میں نہیں آئے۔ اب وہ وقت آچکا ہے کہ آپ حرکت میں آئیں کیونکہ تکبر اس شخص کو اندھا کردیتا ہے جو قوت کو استعمال کرتا ہے اور وہ اس قابل نہیں رہتا کہ یہ دیکھ سکے کہ حکومت کے خلاف غم وغصہ اور مخالفت بڑھتی چلی جارہی ہے اور اسے مسترد کیا جارہا ہے۔ بلاشبہ اس مجرم حکومت کے چہرے پر پڑا نقاب اٹھتا چلا جارہا ہے اور ایک عظیم موقع آچکا ہے۔

آپ اہل قوت ہیں اور اس قابل ہیں کہ چند گھنٹوں میں امریکی منصوبے اور اس کے ایجنٹوں کو ملیا میٹ کردیں اگر آپ اپنے اٹھائے ہوئے حلف کی پاسداری کریں کہ آپ دشمن کے خلاف اپنے لوگوں کا دفاع کریں گے۔ یہ آپ پر لازم ہے کہ آپ امریکی راج کے خاتمے اور خلافت کی واپسی کے لئے حزب التحریر کو نصرۃ فراہم کریں۔ حزب التحریر کے ساتھ اس کے امیر، مشہور سیاست دان اور فقیہ، شیخ عطا بن خلیل ابوالرشتہ کی قیادت میں حرکت میں آئیں اور غلبہ اسلام کے دور کا آغاز کریں تاکہ اسلام کی روشنی پوری دنیا کے انسانوں کے لئے رشد وہدایت کا مینارِ نور بن جائے جیسا کہ ماضی میں صدیوں تک ایسا ہی ہوتا رہا۔

يرِيدُونَ أَن يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَن يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ

"وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو بجھادیں لیکن اللہ ماننے والا نہیں جب تک کہ وہ اپنے نور کو مکمل نہ کردے چاہے کفار کو کتنا ہی ناگوار گزرے" (التوبۃ:32)

حزب التحریر 16 اکتوبر 2015

3 محرم 1437 ہجری

بقیہ صفحہ نمبر 24 سے

تکون مع عیسی ابن مریم علیھما

"میری امت کے دو گروہوں کو اللہ نے جہنم کی آگے سے محفوظ کردیا ہے، وہ گروہ جو ہندوستان کو فتح کرے گا اور وہ جو عیسیٰ ابن مریم کے ساتھ ہوگا" (نسائی، احمد، طبرانی)

شہزاد شیخ

(ولایہ پاکستان میں حزب التحریر کے ڈپٹی ترجمان)

بقیہ صفحہ نمبر 16 سے

جب مسلمانوں نے عراق کو فتح کیا تو کوفہ اور بصرہ کو اپنی تحویل میں لے لیا اور اپنے درمیان تقسیم کرلیا، اور یہ ان کی ملکیت بن گئیں۔ یہ لوگ زمین کے رقبے اور اس کی منافع کے مالک حضرت عمر کے دور میں ان کی اجازت سے بنے اور مفتوحہ زمین آپ ﷺ کے اصحاب نے آباد کیں جیسے کے شام اور مصر اور دیگر مفتوحہ ممالک اور انہیں کسی چیز پر خراج نہیں دینا پڑا اور اس کی خرید وفروخت کسی بھی دوسری ملکیت کی طرح ہوئی۔ مزید برآں اس پر کوئی زکوۃ ادا نہیں کی گئی لیکن جب اس کو تجارت کی پیشکش میں داخل کیا گیا تب اس پر زکوۃ لاگو ہوئی۔

خلاصہ یہ کہ خراج زرعی خراجی زمین پر دیا جاتا ہے، اور رہائشی زمین پر نہیں دیا جاتا اور اس کی ملکیت میں اس کی منفعت اور زمین کا رقبہ دونوں شامل ہیں یعنی کہ مکمل ملکیت نہ کہ خراجی زمین کی ملکیت۔

وعلیکم اسلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا بھائی

عطا بن خلیل ابوالرشتہ

11 ذی القعد 1436 ہجری

بمطابق 26 اگست 2015

اقوام متحدہ قبضے کو مزید مستحکم کرنے کا راستہ ہے صرف امت مسلمہ اور اس کی فوج سے نصرہ طلب کرنے کے زریعے ہی فلسطین کی آزادی اور یہودی وجود کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا جائے گے

30 ستمبر 2015 کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی سے اپنے خطاب میں، جو اہل فلسطین کے مصائب کے بارے میں رونے دھونے،ذلت آمیز مطالبات اور رسوا کن واویلوں سے بھرپور تھا،اتھارٹی کے صدر محمود عباس نے فلسطینی عوام کے لیے بین الاقوامی حمایت فراہم کرنے کا مطالبہ کیا۔اس نے خطے میں امن کی ضرورت پر زور دیا تاکہ مذہبی جنگوں سے بچا جاسکے اور فلسطینی و "اسرئیلی" عوام کو تحفظ فراہم ہو سکے جن کو اس نے ہمسائیہ قرار دیا۔اس نے یہ بھی دعوی کیا کہ اہل فلسطین اقوام متحدہ اور اس کے رکن ممالک سے امید لگائے بیٹھے ہیں تاکہ ان کو ان کی آزادی و خود مختاری حاصل ہو۔

عباس نے کہا کہ اگر اسرائیل نے دو ریاستی حل کو قبول نہ کرنے اور اس کی اہمیت کو کم کرنے کا سلسلہ جاری رکھا تو اس کی اتھارٹی کے لیے یہود کے ساتھ کیے گئے معاہدوں کی پابندی کو جاری رکھنا ممکن نہیں رہے گا، اور یہ کہ وہ اس کو عملی جامہ پہنانے کے لیے "تمام پر امن اور قانونی وسائل" کو استعمال کرے گا۔اس نے یورپی اور فرانسیسی تجاویز کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ یہ تجاویز اس وقت سامنے آئیں ہیں جب قابض حکومت نے امریکی انتظامیہ کی کوششوں کو ناکام بنادیا۔

یہ تقریر اتھارٹی اور اس کے کارندوں کی مایوسی کا مظہر ہے کیونکہ تمام علاقائی اور بین الاقوامی اقدامات نیتن یاہو اور لیکود پارٹی کی حکومت کی سرکشی ، آباد کاری کے سلسلے کو جاری رکھنے، مسلسل مسجد اقصی پر حملے کرنے اور اس کو زمانی اور مکانی طور پر تقسیم کرنے کی وجہ سے ناکام ہو چکے ہیں۔

اس مکمل ناکامی کے باوجود اتھارٹی اور اس کے کارندے اقوام متحدہ ، استعماری ممالک اور ان کی تجاویز سے ہی چمٹے رہنے پر اصرار کر رہے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے مقام اسراء سے مغربی طاقتوں کے سامنے دستبردار ہو رہے ہیں اور اللہ کے اس قول سے بالکل غافل ہیں ﴿مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوتِ اتَّخَذَتْ بَيْتًا وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوتِ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ﴾ " ان لوگوں کی مثال جو اللہ کے علاوہ کارساز رکھتے ہیں مکڑی کی طرح ہے جو گھر بناتی ہے اور یقیناً کمزور ترین گھر مکڑی کا ہی ہے اگر یہ لوگ جانتے ہوتے "(العنکبوت:41)۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اقوام متحدہ بڑے ممالک کے ہاتھوں ایک استعماری آلہ تھا اور آلہ ہے، جس نے یہودی وجود کو ارض مبارک پر قبضے کے قابل بنایا اور اس کی تقسیم پر مہر تصدیق ثبت کی۔اس نے یہود کے ہاتھوں ہونے والے قتل عام پر خاموشی اختیار کی ہے بلکہ اہل فلسطین کے خلاف یہود کے حق میں اس کی توثیق کر رکھی ہے۔ پھر کیا کوئی عقل مند اس سے انصاف اور عدل کا مطالبہ کر سکتا ہے؟!کیا آنکھ اور دل کے اندھے کے علاوہ کوئی اس کے سامنے جھولی پھیلا سکتا ہے؟!

عباس اور اس کی اتھارٹی جن بڑی ریاستوں کی کوششوں اور ان کے اقدامات پر آس لگائے بیٹھے ہیں وہ اسلام اور مسلمانوں کی دشمن ریاستیں ہیں، یہ وہی ریاستیں ہیں جن کے فوجیوں کے ہاتھ مسلمانوں کے خون سے رنگین ہیں اور وہ یہود کے دوست ہیں ﴿أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِينَ آمَنُواْ﴾ " جو ایمان والوں کے بدترین دشمن ہیں"(المائدہ:82)۔کفار تو ایک دوسرے کے دوست ہیں ﴿وَالَّذينَ كَفَرُواْ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاء بَعْضٍ﴾ " اور جو کافر ہیں وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں"(الانفال :73)اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی متقیوں کا کارساز ہے۔

کیا دشمن سے کوئی مدد مانگ سکتا ہے سوائے اس شخص کے جس کے دل پر پردہ پڑا ہو، وہ کفار کے ساتھ کو پسند کرتا ہو اور اپنی امت سے الگ ہو چکا ہو؟!کیا عباس بین الاقوامی قوتوں سے اہل فلسطین کو یہود کے جرائم سے بچانے کے لیے مدد کی بھیک مانگتا ہے، لیکن ایک بار بھی امت کی افواج کو مخاطب کر کے ان کو فلسطین اور مسجد اقصی کو آزاد کرانے کے حوالے سے کردار ادا کرنے کا نہیں کہتا؟!عباس ان لوگوں سے بھی ایک "ہوا کا جھونکا" طلب نہیں کرتا جو اپنی افواج اور اسلحے کو یہود سے لڑنے اور فلسطین کو آزاد کرنے کے لیے متحرک کرنے کی بجائے اپنی ہی امت کے خلاف تباہ کن حملوں کے لیے استعمال کر رہے ہیں؟!کیا یہ دھوکہ بازیاں اور گمراہیاں مسئلے کے صحیح حل سے توجہ ہٹانے کوشش اور اس کے خلاف سازش نہیں ہے؟!کس کی حمایت وہ طلب کر رہا ہے؟!!کیا وہ امریکی یا برطانوی یا روسی فوج سے مدد طلب کر رہا ہے؟!۔۔گویا کہ اس نے عراق،افغانستان،ویتنام اور صومالیہ میں امریکی فوج کے

جرائم کے بارے میں سنا ہی نہیں ہے۔۔۔نہ ہی فلسطین اور عالم اسلام میں برطانوی فوج کے جرائم کے بارے میں سنا ہے۔۔۔اور نہ چیچنیا میں روسی فوج کے جرائم اور بوسنیا اور کوسوو میں مسلمانوں کو ذبح کرنے میں سربوں کا مددگار بننے کے بارے میں سنا ہے۔۔۔آج روسی طیارے شام میں بم برسا رہے ہیں۔۔۔یا یہ کہ وہ یہودی قبضے کے بعد ارض مبارک پر بین الاقوامی قبضہ بھی چاہتا ہے۔۔۔

اے مسلمانو! فلسطین کی سرزمین میں اللہ نے برکت رکھی ہے جیسا کہ ہم قرآن میں پڑھتے ہیں اور یہ مسلمانوں کا قبلہ اول اور رسول اللہ ﷺ کا مقام اسراء ہے جہاں سے آپ ﷺ آسمانوں کی بلندیوں پر تشریف لے گئے تھے، اور اس کی آزادی افواج کو اس کی آزادی کے لیے متحرک کیے بغیر نہیں ہوگی۔ اس کے علاوہ کوئی بھی دوسرا طریقہ اس کی مقدس شان میں گستاخی اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ، اس کے رسول ﷺ اور مومنوں کے ساتھ خیانت ہوگی۔

یہود آئے روز مسجد اقصیٰ پر حملے کر رہے ہیں، اور اس کا زبردست جواب دیا جانا انتہائی ضروری ہے جو یہودی وجود کی بنیادیں ہلا کر اور اس کی جڑیں اکھاڑ کر رکھ دے اور دنیا کو ان کے شر سے نجات دلائے۔ یہ بھیک مانگنے، مذاکرات کرنے یا بین الاقوامی محفلیں جمانے یا قانونی فیصلوں کے ذریعے نہیں ہو سکتا بلکہ ایسی فوج کے ذریعے ہوگا جو امیر المؤمنین کی قیادت تلے فلک شگاف تکبیروں کی گونج میں آگے بڑھے بالکل ویسے ہی جیسے عمر الفاروق نے پہلی بار اس کو فتح کیا اور صلاح الدین ایوبی کی طرح جنہوں نے دوبارہ اس کو آزاد کرایا۔ اہل فلسطین اسلامی افواج کی راہ دیکھ رہے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی بشارت کے حصول اور ارض مبارکہ کی آزادی کے لیے حرکت میں آئیں۔ وہ اقوام متحدہ، اس کی ریاستوں اور اس کے اداروں سے کوئی امید نہیں رکھتے جیسا کہ اتھارٹی کا صدر دعویٰ کرتا ہے۔

اے مبارک سرزمین کے باشندو! بابانگ دہل یہ اعلان کرو کہ تنظیم آزادی فلسطین اور اس کے سارے بانی مبانی تمہاری نمائندگی نہیں کرتے اور تم ان سے اور ان کے خیانت پر مبنی منصوبوں سے بری الذمہ ہو۔ فلسطین کے مسئلے کو پھر امت مسلمہ کا مسئلہ بناؤ تاکہ وہ اس کے حوالے سے اپنے کردار اور فریضے کو ادا کرے۔

مبارک سرزمین فلسطین کا مسئلہ کوئی وطنی یا قومی مسئلہ نہیں نہ ہی یہ کوئی بین الاقوامی مسئلہ ہے، فلسطین جس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے برکت رکھی ہے تمہارے عقیدے کا حصہ ہے، یہ امت محمد ﷺ کا حصہ ہے، یہ وہ سرزمین ہے جس میں برکت کا ذکر خود اللہ اپنی آیات اور کلمات میں کرتا ہے اور اس کی حفاظت، اس سے محبت اور اس کی آزادی کے لیے جدوجہد کو مشرق سے لے کر مغرب تک کے تمام مسلمانوں پر فرض قرار دیتا ہے۔۔۔اس لیے یہ خطاب تمام دنیا کے مسلمانوں کے لیے ہے۔۔۔

اے اہل قوت وطاقت اے اسلامی افواج کے سپاہیوں اور افسران! اکیلی اردن کی فوج اس پاک زمین کو آزاد کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے، مصری فوج تن تنہا ایک پہر کے اندر ہی یہودی وجود کو نیست و نابود کرنے کی استطاعت رکھتی ہے، اسی طرح پاک فوج، ترک فوج اور ایرانی فوج۔۔ان میں سے ہر ایک اکیلے اس مسئلے کو ہمیشہ کے لیے حل کرنے پر قادر ہے، پھر اگر یہ سب افواج ایک شخص کی قیادت میں یکجا ہو جائیں اور وہ اللہ کی رضا اور جنت کی راہ میں ان کی قیادت کرے۔۔۔اگر یہ افواج اس کام کے لیے حرکت میں نہ آئیں جس کا اللہ نے ان کو حکم دیا ہے تو اللہ ان کی جگہ ایسی قوم لائے گا جن سے اللہ محبت کرے گا اور وہ اللہ سے محبت کریں گے اور ان کے ہاتھوں اپنے وعدے کو پورا کرے گا، اللہ فرماتا ہے: ﴿فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ﴾ "عنقریب اللہ ایک ایسی قوم لائے گا جن سے وہ محبت کرے گا اور وہ بھی اللہ سے محبت کریں گے وہ مومنوں کے لیے نرم اور کافروں کے خلاف سخت ہوں گے وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کریں گے" (المائدہ:54)۔

مسجد اقصیٰ مسلسل تمہیں پکار رہی ہے تم سے فریاد کر کے تمہارے ایمان اور غیرت کا امتحان لے رہی ہے اور اللہ کے فضل سے تم اس قابل ہو کہ اس منادی کا جواب دو۔اس کو آزاد کرنے کے لیے آگے بڑھو دنیا و آخرت میں اس سے بڑا کوئی شرف نہیں۔ خیانت اور حق تلفی کرنے والے باطل پرست حکمرانوں کی طرف توجہ مت دو بلکہ مخلص سپاہی بنو اپنی امت اس کے مقدسات اور اپنے اقصیٰ کا دفاع کرو، اللہ تمہارے ساتھ ہے اور ہر گز تمہارے اعمال کو ضائع نہیں کرے گا۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ﴾

"اے ایمان والو اگر تم نے اللہ کی مدد کی تو وہ بھی تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم کر دے گا" (محمد:07)۔

حزب التحریر (فلسطین کی مبارک سرزمین سے)

1 اکتوبر 2015

17 ذی الحجہ 1437 ہجری

نواز شریف کی جانب سے کشمیر کو غیر فوجی علاقہ قرار دینے کی تجویز مسلم سرزمین کو ہمیشہ کے لئے کفار کے قبضے میں رکھنے کا باعث بنے گی

تحریر: شہزاد شیخ (ولایہ پاکستان میں حزب التحریر کے ڈپٹی ترجمان)

پاکستان کے وزیر اعظم نواز شریف نے 29 ستمبر 2015 کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی سے خطاب کیا۔ اپنے خطاب میں انہوں نے مسئلہ کشمیر پر پاکستان اور بھارت کے درمیان موجود کشیدگی کو ختم کرنے کے لئے چار نکاتی منصوبہ پیش کیا۔ بھارت میں 1998 میں بی جے پی کے اقتدار میں آنے کے ساتھ بھارت کے متعلق امریکہ نے اپنی پالیسی تبدیل کی تاکہ اسے طاقتور بنایا جائے۔ امریکی پالیسی میں تبدیلی کے ساتھ ہی پاکستان کے ایجنٹ حکمرانوں نے بھی بھارت کے متعلق اور کشمیر پر اس کے غاصبانہ قبضے کے خلاف اپنے لب و لہجہ میں تبدیلی پیدا کرلی۔ لیکن 9/11 کے بعد پاکستان کی سیاسی و فوجی قیادت میں موجود غداروں نے مسئلہ کشمیر کو پیچھے دھکیل دیا جو مسلمانوں کے لئے بہت بڑے دھچکے کا باعث تھا۔ نواز شریف نے اپنے چار نکاتی منصوبے میں مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے اسے غیر فوجی علاقہ قرار دینے کی تجویز بھی پیش کی۔ اس تجویز پر عمل کرنے کے لئے نواز شریف نے اسی اقوام متحدہ، نام نہاد "بین الاقوامی برادری" اور بھارت کو پکارا جنہوں نے یہ مسئلہ پیدا کیا تھا اور مسلسل کشمیر کی آزادی اور پاکستان کے ساتھ الحاق کی کوششوں میں روکاوٹ پیدا کی ہے۔

لیکن یہ تجویز کسی بھی طرح مسئلے کو حل کرنے کی جانب پہلا قدم نہیں ہے بلکہ اگر بھارت اس تجویز کو مان بھی لے تب بھی یہ صورتحال کو جوں کا توں رکھنے کا باعث ہوگا۔ غیر فوجی علاقہ قرار دینے کا مطلب یہ ہے کہ نہ صرف بھارت مقبوضہ کشمیر سے فوج کو نکال لے بلکہ پاکستان کو بھی آزاد جموں و کشمیر کو خالی کرنا ہوگا جبکہ یہ وہ آزاد کشمیر ہے جس کو افواج پاکستان اور مجاہدین کی جماعتوں نے سیکڑوں شہادتیں دے کر آزاد کرایا تھا۔ پاکستان کی قیادت یہ کہتی ہے کہ چونکہ بھارت جموں و کشمیر کے بڑے حصے پر قابض ہے لہٰذا یہ مسئلہ کے حل کے لئے ایک اہم تجویز ہے۔ لیکن پاکستان کی قیادت نے یہ نہیں بتایا کہ غیر فوجی علاقہ قرار دینے کے بعد اس علاقے کا انتظام کون سنبھالے گا اور یہی وہ اہم نقطہ ہے جو بہت خطرناک ہے۔ غیر فوجی علاقہ قرار دینے کے بعد اس علاقے کو چاہے بھارت یا کوئی بھی استعماری ادارہ جیسا کہ اقوام متحدہ اس کا مشترکہ انتظام سنبھالتا ہے تو اس کے نتیجے میں اس علاقے پر کفار کا ہی غلبہ برقرار رہے گا۔ کئی دہائیاں گزر چکی ہے اور یہ واضح ہے کہ بھارت کبھی بھی کشمیر کی آزادی اور پاکستان کے ساتھ الحاق کو قبول نہیں کرے گا۔ کشمیر کی صورتحال بالکل فلسطین جیسی ہی ہو جائے گی جہاں مذاکرات کے اسلوب کو مسلم علاقے پر کفار کے غلبے کو برقرار رکھنے کے لئے استعمال کیا گیا۔

کشمیر کو آزاد کرانے کی ذمہ داری پاکستان کی طاقتور افواج کی ہے۔ موجودہ آزاد جموں و کشمیر اقوام متحدہ یا نام نہاد "بین الاقوامی برادری" کی مدد سے آزاد نہیں کرایا گیا تھا۔ اس آزاد کشمیر کو افواج پاکستان اور خطے کے مسلمانوں نے مل کر آزاد کرایا تھا۔ پاکستان کی قیادت میں موجود غداروں نے واشنگٹن میں موجود اپنے آقاوں کے حکم پر ہمیشہ کشمیر کو آزاد کرانے کی ذمہ داری کو اپنے کندھوں سے اتار کر اقوام متحدہ یا بین الاقوامی برادری کے کندھوں پر ڈالی ہے۔ لیکن اقوام متحدہ اور بین الاقوامی برادی نے کبھی بھی کسی مسئلہ کو مسلمانوں کے مفاد کے مطابق حل نہیں کیا ہے بلکہ انہوں نے ہمیشہ کافر استعماری طاقتوں کے مفادات کی نگہبانی ہی کی ہے۔

اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ بھارت اس تجویز کو قبول کرتا ہے یا مسترد کرتا ہے، پاکستان کے حکمرانوں نے یہ غلط تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ وہ مسئلہ کشمیر کے حوالے سے مخلص اور سنجیدہ ہیں۔ اس سے قبل بھی کئی تجاویز آچکی ہیں اور ناکام بھی ہو چکی ہیں کیونکہ ان کا ناکام ہونا ہی لکھا گیا تھا۔ پاکستان کے مسلمانوں کو اس قسم کی تجاویز کے پردے میں چھپے دھوکوں کو سمجھنا ہوگا۔ ان تجاویز کا مقصد موجودہ صورتحال کو جوں کا توں رکھنا اور کشمیر کی آزادی کے لئے اٹھنے والی آوازوں کو غیر موثر کرنا ہوتا ہے۔

صرف ایک ہی عمل ایسا ہے جو بھارت کے قبضے سے کشمیر کو آزاد کرائے گا اور وہ ہے خلیفہ راشد کی قیادت میں افواج کی جانب سے جہاد کیا جائے۔ اگر چند ہزار مجاہدین لاکھوں بھارتی افواج کو مصروف رکھ سکتے ہیں تو پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مدد و نصرت سے خلافت کی افواج کے لئے کشمیر کو آزاد کرانا کچھ بھی مشکل نہ ہوگا۔ یقیناً مذاکرات کے ذریعے ہندو مشرکین کو ایمان والوں پر کسی قسم کا غلبہ دینا کشمیر کو آگ میں پھینک دینے کے مترادف ہوگا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں،

مَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَلاَ الْمُشْرِكِينَ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

"جو لوگ کافر ہیں، اہل کتاب یا مشرک، وہ اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ تم پر تمہارے پروردگار کی طرف سے خیر و برکت نازل ہو اور اللہ تو جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ خاص کرلیتا ہے اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے" (البقرة:105)

نواز شریف کا اقوامِ متحدہ میں خطاب

مذاکرات اور فوجی قوت کے عدم استعمال سے کشمیر آزاد نہیں ہو سکتا

حزب التحریر ولایہ پاکستان راحیل-نواز حکومت کی جانب سے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے سامنے پیش کیے جانے والے چار نکاتی منصوبے کو مسترد کرتی ہے۔ یہ منصوبہ کشمیر کی آزادی کا نہیں بلکہ کشمیر کی موجودہ صورتحال کو امریکہ کی خواہش پر جوں کا توں برقرار رکھنے کا منصوبہ ہے۔

پاکستان کیا پوری امت مسلمہ کا بچہ بچہ یہ جان چکا ہے کہ فلسطین ہو یا کشمیر، افغانستان ہو یا عراق مسلمانوں کے مسائل اقوام متحدہ کے ذریعے حل ہو ہی نہیں سکتے بلکہ یہ ادارہ امریکہ اور دیگر کافر استعماری طاقتوں کا آلہ کار ہے اور انہی کے مفادات کے تحفظ کے لئے کام کرتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہمارے حکمران مسلم امہ کے مسائل کے حل کے لئے اسی استعماری ادارے سے التجائیں کرتے ہیں اور مدد کی امید رکھتے ہیں۔ کیا یہ حکمران عقل نہیں رکھتے یا جانتے بوجھتے ایسا کرتے ہیں تا کہ کشمیر و فلسطین کبھی کفار کے قبضے سے آزاد ہی نہ ہو سکیں۔

یہ پہلا موقع نہیں کہ پاکستان کی سیاسی و فوجی قیادت میں موجود غداروں نے بھارت کے ساتھ امن کے نام پر ایسا منصوبہ پیش کیا ہو جس سے کشمیر کی آزادی نہیں بلکہ اس کی موجودہ غلامانہ حیثیت کو برقرار رکھنے میں مدد ملتی ہو۔ موجودہ چار نکاتی منصوبے سے قبل پرویز مشرف بھی 2004 میں کشمیر کے مسئلہ کے حل کے لئے بدنام زمانہ چار نکاتی منصوبہ پیش کر چکا ہے۔ پاکستان کی سیاسی و فوجی قیادت میں موجود غداروں کی جانب سے کشمیر کا نام لینے پر پاکستان و کشمیر کے مسلمانوں کو دھوکہ نہیں کھانا چاہیے کیونکہ وہ کشمیر کو آزاد کرانے کی ذمہ داری اقوام متحدہ یا نام نہاد "بین الاقوامی برادری" پر ڈال دیتے ہیں جس کا مطلب کشمیر کی غلامی کا تسلسل ہوتا ہے۔ کشمیر مذاکرات یا فوجی قوت کے عدم استعمال سے آزاد نہیں ہو سکتا جبکہ بھارت نے اس پر فوجی قبضہ کر رکھا ہے۔ اس صورتحال میں مذاکرات یا فوجی قوت کے عدم استعمال کا واضح مطلب کشمیر کی آزادی سے دستبرداری ہے۔

اسی دورے کے دوران راحیل-نواز حکومت نے استعماری مفادات کے تحفظ کے لئے دنیا بھر میں مزید فوج اور فوجی ساز و سامان بھیجنے کا بھی وعدہ کیا لیکن جب کشمیر کی آزادی کی بات آتی ہے تو کشمیر کو غیر فوجی علاقہ قرار دینے کی تجویز پیش کی جاتی ہے جس کا مطلب موجودہ آزاد کشمیر کو بھی استعمار یا اس کے ایجنٹوں یا اس کے اداروں کی نگرانی میں دے دینا ہے۔ اقوام متحدہ کو مزید فوج دینے کا مطلب واضح ہے کہ ہماری افواج اس قدر طاقتور ہیں کہ وہ دنیا کے کسی بھی خطے میں جا کر کاروائیاں کر سکتی ہیں لیکن جب کشمیر کی آزادی کے لئے حکمرانوں سے افواج کو حرکت میں لانے کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو فوجی و معاشی کمزوریوں کا رونا رویہ جاتا ہے۔

لائن آف کنٹرول پر اقوام متحدہ کے فوجی مبصروں کی تعیناتی، کسی بھی صورت فوجی طاقت کے استعمال سے گریز، کشمیر کو غیر فوجی علاقہ قرار دینے اور سیاچن سے فوجوں کو نکال لینے کی تجاویز ایک کمزور اور شکست خوردہ ذہنیت کی عکاسی کرتی ہے۔ کیا ہماری افواج اس قدر کمزور ہیں کہ سیاسی و فوجی قیادت میں موجود غدار کسی بھی قیمت پر ہندو ریاست سے امن کی بھیک مانگتے ہیں؟

مخلص قیادت وہ نہیں جو کشمیر کی آزادی کی ذمہ داری اقوام متحدہ یا "بین الاقوامی برادی" پر ڈالے دے یا اس کی آزادی کے لئے ان سے التجائیں کرے بلکہ مخلص قیادت وہ ہو گی جو رسول اللہ ﷺ کے کلمہ والے جھنڈے تلے کشمیر کی آزادی کے لئے پاکستان کی عظیم افواج کو حرکت میں لائے گی اور اسے ہندو ریاست کے ظلم و جبر سے نجات دلائے گی اور ایسا صرف ایک خلیفہ راشد کی قیادت میں ہی ممکن ہے۔ تو پاکستان کے مسلمانو آگے بڑھو اور پاکستان میں خلافت کے قیام کے لئے حزب التحریر کی جدوجہد میں شامل ہو جاؤ اور اس خلافت کو قائم کرو جو رسول اللہ ﷺ کی بشارت کو حاصل کرے گی کہ آپ ﷺ نے فرمایا

عصابتان من أمتي أحرزهما الله منالنار عصابة تغزو الهند وعصابة ت كون مع عيسى ابن مريم علي

بقیہ صفحہ نمبر 20